امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74 | مورخہ ۲۴؍ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۸؍اکتوبر ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر-41

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، حکایات اہل دل
■ یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
■ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے......
■ اسلامی علمی تحریک کی پانچ خصوصیات
■ مولانا نظام الدینؒ کی زندگی......
■ غزوۂ تبوک حضور صلی اللہ علیہ وسلم......
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

مطالعہ میں استیعاب اور پیش کش میں انتخاب ضروری

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

تعلیمی اداروں میں آپ نے بارہا دیکھا ہوگا کہ گھنٹی ختم ہوگئی، مگر استاذ کا درس ختم ہونے کا نام نہیں لیتا، دوسرا استاذ جس کی اگلی گھنٹی ہے، باہر ٹہل رہا ہوتا ہے کہ پہلا والا نکلے تو یہ درس دینے کے لیے کلاس میں داخل ہوں، لیکن صاحب ہیں کہ نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہے اور انہیں اس بات کی کوئی فکر نہیں ہوتی کہ دوسری کتاب جو اگلی گھنٹی میں پڑھائی جانی ہے، اس کا وقت نکلا جا رہا ہے۔ اس طرح طلبہ کا بڑا نقصان ہوتا ہے، اور باہر انتظار کرنے والے کی صفت الگ ہوتی ہے۔

کچھ یہی صورت حال ہمارے مقررین کی ہے، جو وقت انہیں دیا گیا، اس پر ان کی بات ختم ہونے کو نہیں آتی، گھڑی سامنے رکھ دیجیے، گھنٹی بجائیے، اٹھ کر کھڑے ہو جائیے، پرچی بڑھائیے، ان پر کسی چیز کا کوئی کوئی اثر نہیں ہوتا، جب تک وہ اپنی ساری باتیں اگل کر مجمع کو متاثر نہ کرلیں اور انہیں اس کا یقین نہ ہو جائے، ان کی بات ختم ہی نہیں ہوسکتی، لطف کی بات یہ ہے کہ اگر وہ خود ناظم جلسہ ہیں تو مقرر کی تقریر ختم نہ ہونے پر بلبلاتے رہیں گے، لیکن اگر خود مقرر ہیں تو اوقات کی پابندی کا انہیں کوئی خیال نہیں رہتا۔ جو لوگ پارلیامنٹ میں بحث کرتے ہیں، ان کی تقریر بھی ختم ہونے کو نہیں آتی اسپیکر گھنٹی پر گھنٹی بجاتا رہتا ہے، لیکن بولنے والا نن اسٹاپ بولتا چلا جاتا ہے، تشار گاندھی نے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا تھا کہ سب سے مشکل کام اناؤنسر کے لیے کسی ہندوستانی مقرر کو اس بات پر آمادہ کرنا ہے کہ وہ اپنی بات وقت پر ختم کر دے۔

ایسا ہی کچھ معاملہ ناظم جلسہ یا اناؤنسر کا ہوتا ہے، وہ مقرر کی تقریر سے پہلے تعارف کرانے اور بعد میں تقریر پر تبصرہ کرنے میں اتنا وقت برباد کرتے ہیں کہ الامان والحفیظ، پورے جلسہ کے اوقات کا تجزیہ کریں تو کم از کم ایک چوتھائی وقت یہ اناؤنسر صاحب لے اڑتے ہیں اور اسے وہ اپنا کمال فن سمجھتے ہیں، آدھا وقت نعت خواں کے حصہ میں آتا ہے، اور مقرر وقت کی کمی کا شکوہ کرتا رہ جاتا ہے، امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین صاحبؒ ایسے اناؤنسر کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ بارش دس منٹ ہوتی ہے اور چھت آدھے گھنٹے ٹپکتی ہے۔

سمینار، سمپوزیم میں جن لوگوں کی شرکت ہوا کرتی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مقالہ نگاروں کی کثرت اور وقت پر آغاز نہ ہونے کی وجہ سے ہر سمینار کو قلت وقت کا سامان رہتا ہے، بڑی محنت سے مقالہ نگار حضرات، مقالہ کے نام پر پوری کتاب لکھ کر لے آتے ہیں، اور خواہش ہوتی ہے کہ پوری سنا دیں، ظاہر ہے یہ ممکن نہیں ہے، اس لیے ان کو کبیدگی ہوتی ہے، اس صورت حال کی وجہ سے بعض اکیڈمیوں اور سمینار کے منتظمین کی جانب سے ہدایت آنے لگی ہے کہ مقالہ اتنے صفحات سے زائد کا نہ ہو اور آخر میں مقالہ کا خلاصہ ضرور درج کیا جائے، پہلے لوگ مختصر لکھتے تھے تو ہدایت ہوتی تھی کہ مقالہ اتنے الفاظ سے کم کا نہ ہو، اب یہ روش بدل گئی ہے، اب مختصر لکھنے کو کہا جاتا ہے، تو لوگ طویل لکھ کر لے آتے ہیں، اور وقت مقررہ پر ختم کرنے کی ساری گذارشات بالائے طاق رکھ دی جاتی ہیں، مجمع چاہے بور ہو رہا ہو، لیکن پورا مقالہ سنا کر ہی دم لیں گے، عموما وقت تین منٹ کا ہوتا ہے، اس لیے خواندگی پر قابو پانا ممکن نہیں ہوتا، ایسے میں شکایتیں بھی بہت آتی ہیں اور حکایتیں بھی شروع ہو جاتی ہیں۔

طلبہ کو امتحان ہال میں بھی یہی شکوہ رہتا ہے کہ سوالات کے اعتبار سے جوابات لکھنے کا وقت کم پڑ جاتا ہے، بعض جوابات طویل لکھنے کے چکر میں باقی سوالات کے جوابات لکھنے سے رہ جاتے ہیں، اس کا جو اثر نتائج امتحان پر پڑتا ہے، اس سے سبھی واقف ہیں۔

اس صورت حال کو بدلنے اور ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ موضوع پر مطالعہ مالہ وما علیہ کا حاشیہ، بین السطور اور شروحات کی مدد سے کرلیں، اور اس انہماک سے کریں کہ آپ کہہ سکیں کہ اس موضوع پر آپ کا مطالعہ وسیع ہے اور آپ نے حتی الامکان استیعاب کرلیا ہے اور موضوع کا احاطہ کرنے کی صلاحیت تحریری اور تقریری انداز میں آپ کے اندر پیدا ہوگئی ہے، لیکن اگر آپ نے اپنا پورا مطالعہ تقریر میں، تحریر میں، درس میں، امتحان گاہ میں نقل اور بیان کرنا شروع کر دیا تو آپ اپنی بات وقت پر ختم ہی نہیں کر سکتے، اسی لیے ہمارے بعض اساتذہ کہا کرتے تھے کہ کسی بھی موقع سے ''مطالعہ کی قئے'' نہیں کرنی چاہیے، اس سے نہ مقرر کا بھلا ہوگا، نہ مدرس کا، نہ طلبہ فائدہ اٹھا پائیں گے اور نہ جلسہ وسمینار کے سامعین کو فائدہ پہونچے گا۔

اس لئے اپنے مطالعہ کو پیش کرنے کے لیے ہمیشہ انتخاب سے کام لینا چاہیے، معاملہ درس کا ہو یا تقریر کا، سمینار، سمپوزیم میں جانا ہو یا امتحان گاہ میں، ضروری ہے کہ آپ کو جو کچھ کہنا ہے اس کا انتخاب کرلیں، یہ انتخاب اکابر کے یہاں زیادہ تر ذہنی ہوتا ہے، لیکن اب ہمارا حافظہ اس قدر قوی نہیں رہا کہ ذہنی انتخاب اور ترتیب بولنے، لکھنے سنانے وقت بھی محفوظ رہے، اس لیے انتخاب کے لیے اب لوگ کاغذ کا استعمال کرتے ہیں، پوائنٹ اور ذیلی عنوانات لکھ رکھتے ہیں، گفتگو کے وقت وہ پرچی سامنے رہتی ہے اور گفتگو کم وقت میں موضوع کے مطابق مرتب ہو جاتی ہے، مقرر کے لیے ''ڈائیورشن'' لینے کا موقع نہیں ہوتا، اور بہت سارا وقت بچ جاتا ہے، موضوع کی پابندی کے ساتھ دس منٹ بول لینا بھی کمال کی بات ہے، اب ہم لوگ موضوع پر بات شروع کرتے ہیں، موضوع سے ہٹ کر آدھا گھنٹہ دوسرے موضوعات اور لطائف کی کیاریوں میں چہل قدمی کرتے ہیں، اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ ''اچھا تو میں یہ عرض کر رہا تھا'' اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی اگر موضوع، وقت کی پابندی اور کہی جانے والی باتوں کا انتخاب پہلے کرلیا جائے۔ تدریس میں ایک چیز تدریس کی منصوبہ بندی (لیسن پلان) ہوا کرتا ہے، اس منصوبہ بندی کے ذریعہ درس کو زیادہ مفید، مؤثر اور کارآمد بنایا جا سکتا ہے۔

اسی طرح سمیناروں میں پڑھے جانے والے مقالہ کے ضروری حصے کی تعیین کرلیں کہ تین منٹ میں یہ سب سنا دینا ہے تو قلت وقت کی شکایت نہیں ہوگی، گو یہ کام آسان نہیں ہے، مضمون اور مقالہ نگار کا ہر جملہ اس کے بچے کی طرح ہوتا ہے اور بچوں کی تفریق کرلینا اس کے لیے پریشان کن ہوتا ہے، کون سا پیراگراف پڑھیں اور کون سا چھوڑ دیں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے، مگر وقت کی نزاکت کے پیش نظر ایسا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

تقریر، مقالے، مباحث کو طویل کرنے میں تحت الشعور کہیں یہ بات بھی چھپی رہتی ہے کہ لوگ مجھے بڑا جان کار، مقرر اور میرے علم کی گہرائی اور گیرائی کے قائل ہو جائیں، اس احساس کی وجہ سے انداز پیش کش میں بھی بڑی تبدیلی واقع ہوتی ہے، سامعین کے حصے میں لطف اندوزی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا، اناؤنسر حضرات بھی اس حقیقت کو شاید سمجھنے لگے ہیں، اس لیے وہ بلاتے وقت مستفید یا مستفیض ہونے کا ذکر نہیں کرتے ''محظوظ فرمائیں'' کہہ کر بلاتے ہیں، یعنی علم وحکمت، وعظ وتقریر کی مجلس نہ ہوئی، قوالی اور مشاعروں کی مجلس ہوگئی، جس کا انعقاد ہی حظ نفس اور لطف اندوزی کے لیے ہوا کرتا ہے۔

حضرت امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ کسی قلم کار کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ مختصر کیوں نہیں لکھتے تو انہوں نے فرمایا کہ مختصر لکھنے کا میرے پاس وقت نہیں ہے، حقیقت بھی یہی ہے کہ مختصر لکھنے کے لیے نہ صرف مطالعہ وسیع ہونا چاہیے، بلکہ اسلوب، تعبیرات، جملوں کا انتخاب بھی خاص اہمیت رکھتا ہے، یہی حال تقریر کا بھی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کا مطالعہ کیجئے گا تو پائیے گا کہ سب سے طویل تقریر حجۃ الوداع کی جو مختلف روایتوں کی روشنی میں جوڑ کر تیار کی گئی ہے وہ بخاری شریف کے آدھے صفحہ میں سما جاتی ہے، اسی لیے کہا گیا ہے کہ خیر الکلام قل ودل، اچھی بات مختصر اور مدلل ہوتی ہے۔

ہم نے اپنے درس کے زمانہ میں مشاہدہ کیا کہ تلخیص شروع کراتے وقت ''ال'' کی باتیں قسمیں استاذ نے بتائیں، سب کی مثالیں بھی سامنے آئیں، استاذ کی علمی عظمت کے بھی ہم قائل ہوئے، لیکن وہ تفصیل اس وقت بھی سر کے اوپر سے گذر گئی تھی اور آج بھی ذہن کے نہاں خانے میں اس کا کوئی حصہ محفوظ نہیں ہے۔

اس لیے ساری بات یہیں پر آ کر ختم ہوتی ہے کہ مطالعہ میں استیعاب کی کوشش کرنی چاہیے اور پیش کش میں انتخاب پر عمل کرنا چاہیے، اس سے وقت بھی بچے گا اور فائدہ بھی عام وتام ہوگا۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

اچھی باتیں

''خوش رہنے کے لیے رشتوں کو آزمایا نہیں نبھایا جاتا ہے ☆ مقابلہ اتنا بڑھ گیا ہے کہ کسی کو اپنا دکھ سناؤ تو وہ ڈبل سنا دیتا ہے ☆ دنیا میں سب سے گہرا زخم اپنے ہی دیتے ہیں جو بے بھی نہیں جاتے اور کسی سے کہے بھی نہیں جاتے ☆ قربانی وہیں کریں جہاں اس کی قدر ہو ☆ دوپہر میں چراغ جلانے سے تاریکی نہیں چراغ کا وجود ختم ہو جاتا ہے ☆ کچھ لوگوں سے خون کا رشتہ نہیں ہوتا، لیکن پھر بھی ان سے اپنوں والی خوشبو آتی ہے ☆ حالات محنت سے بدلتے ہیں، صرف سوچ کر بیٹھے رہنے سے نہیں ☆ تعریف چہرے کی نہیں کردار کی ہونی چاہیے، اچھا چہرہ بنانے میں محض کچھ منٹ لگتے ہیں، لیکن اچھا کردار بنانے میں پوری عمر گذر جاتی ہے۔'' (حاصل مطالعہ ومشاہدہ)

بلا تبصرہ

''فلسطین اور اسرائیل کی جنگ کا فیصلہ اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک تمام مسلم ممالک اسرائیل کی مخالفت کو اپنا فرض نہ سمجھ لیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اسرائیل کی پشت پناہی روز اول سے امریکہ سمیت دنیا کے وہ تمام ممالک کر رہے ہیں، جن کو عیسائی ممالک کہا جاتا ہے ایک بار پھر اسرائیل فلسطین تنازعہ دنیا کے سب سے اہم تنازعہ میں ایک بن چکا ہے اس وقت بھی اسلامی ممالک اس سلسلے میں اتحاد کی کسی بھی کوشش سے دور ہیں، جب کہ وہ جان رہے ہیں کہ اسرائیل نے رفتہ رفتہ پورے فلسطین کو غصب کرلیا ہے اور اب اس کا اگلا قدم ''گریٹر اسرائیل'' کی تشکیل کا ہوگا، جس کی زد میں متعدد عرب ملک کا آنا ناگزیر ہے۔'' (اداریہ ہمارا سماج: ۲۳؍اکتوبر ۲۰۲۴ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

قرآن مجید-انسانی زندگی کا رہبر کامل

’’اور قیامت کے دن پیغمبر حق تعالیٰ سے شکایت کے طور پر کہیں گے کہ اے میرے پروردگار! میری اس قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا‘‘ (سورۃ الفرقان، آیت: ۳۰، ترجمہ معارف القرآن)

مطلب: قرآن مجید کتاب ہدایت بھی ہے اور کتاب زندگی بھی، جس کی دنیا نے مشاہدہ کرلیا کہ اس نے نوع انسانی کے افکار ونظریات، اخلاقی تہذیب اور طرز زندگی پر اتنی وسعت، اتنی گہرائی اور اتنی ہمہ گیری کے ساتھ اثر ڈالا جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی، اس کی تاثیر نے ایک قوم کو بدلا، پھر اس قوم نے اٹھ کر دنیا کے ایک بڑے حصے کو بدل ڈالا، عمل کی دنیا میں اس کے ایک ایک لفظ نے خیالات کی تشکیل اور مستقل تہذیب کی تعمیر کی، دنیا کے تمام دستور اور قوانین میں کچھ نہ کچھ جھول اور خامیاں پائی جاتی ہیں، اس لئے وہ وقت اور حالات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں، لیکن قرآن کریم یہ وہ دستور کی کتاب ہے جس میں شمہ برابر کمزوری نہیں، موجودہ سائنسی دور میں دنیا کے مذاہب اور ان کے رہنماؤں نے اپنے نظریات بدل دئے، فلسفہ کی تھیوڑی موسم اور حالات کے تناظر میں اولتی بدلتی رہی؛ لیکن قرآن کریم کی کسی بات میں ادنی درجہ کا فرق نہیں آیا، بلکہ اس نے انسانی زندگی میں جو اخلاقی، روحانی، سیاسی اور تمدنی انقلاب برپا کیا، تاریخ عالم میں اس کی کوئی نظیر ومثال نہیں ملتی اور یہی اس کے نزول کا بنیادی مقصد ہے اور جو لوگ اس کے معانی ومطالب پر غور وفکر کرتے ہیں وہ اس راز کو سمجھتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا پڑھنا، سمجھنا اور پھیلانا سب موجب سعادت اور باعث برکت ہے، مگر ستم ظرفی کہئے کہ اس امت کا قرآن مجید سے رشتہ کمزور پڑتا جارہا ہے، نہ ہی ہم اس کی تلاوت کی پابندی کرتے ہیں اور نہ ہی اس سے پورے طور پر مکمل استفادہ کرتے ہیں، ہمارے گھر، تعلیمی ادارے، معاشرہ اور تہذیب وثقافت میں غیر اسلامی عناصر اس طرح داخل ہوتے جارہے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ دین کی روح اور اس کی شعاع مدہم پڑتی جارہی ہے، جب مسلمان خود اپنے مسائل کا حل قرآن مجید میں تلاش نہ کریں اور اس کو عملی نمونہ نہ بنائیں گے تو غیروں سے شکوہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، اس لئے جب قیامت قائم ہوگی اور حساب وکتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عدالت لگے گی تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ اے میرے رب میری قوم نے قرآن چھوڑ دیا تھا وہ قرآن کو عقیدہ مانتے تھے مگر عملی زندگی میں اس کو نافذ نہیں کرتے، بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جو مسلمان قرآن پر ایمان تو رکھتے ہیں مگر نہ اس کی تلاوت کی پابندی کرتے ہیں، نہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ سب اس حکم میں داخل ہے، علامہ شبیر احمد عثمانی نے اپنی تفسیر میں آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ آیت میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے، تاہم قرآن مجید کی تصدیق نہ کرنا، اس میں تدبر نہ کرنا، اس کی تلاوت نہ کرنا، اس کی تصحیح قرأت کی طرف توجہ نہ کرنا، اس سے اعراض کر کے دوسرے لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا، یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجران قرآن کے تحت داخل ہوسکتی ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کا معمول بنائے اور اس کے معانی ومفاہیم پر غور وفکر کرنے کی عادت ڈالے، اس سے سکون قلب کی دولت نصیب ہوگی اور دنیاوی مسائل ومشکلات حل ہوں گے۔

قناعت پسندی سب سے بڑی دولت ہے

’’حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! دولت مندی بہت سے ساز وسامان کا نام نہیں ہے، اصل دولت مندی دل کی دولت مندی ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندے کو اتنی ہی روزی دیتا ہے جتنی اس کے لئے پہلے سے لکھ دی گئی ہے، اس لئے تم اسے خوش اسلوبی سے حاصل کرو، جو حلال ہو، اسے لے لو اور جو حرام ہو، اسے چھوڑ دو‘‘ (رواہ ابو یعلی واسنادہ حسن)

وضاحت: جب کوئی انسان مال ودولت کی حرص وہوس میں مبتلا ہوجاتا ہے تو اس کو سکون قلب میسر نہیں ہوتا ہے، رات دن روپے پیسے حاصل کرنے کی جتن میں لگا رہتا ہے اور بسا اوقات اس سے حلال وحرام کی تمیز بھی ختم ہوجاتی ہے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس کو مثال سے اس طرح سمجھایا کہ دنیا کا ساز وسامان پانی کے مانند ہے اور اس میں انسان کا قلب ایک کشتی کی طرح ہے، پانی جب تک کشتی کے نیچے اور ارد گرد رہے تو کشتی کے لئے مفید اور معین ہے اور اس کے مقصد وجود کو پورا کرنے والا ہے اور اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہوجائے تو یہی کشتی کی غرقابی اور ہلاکت کا سامان ہوجاتا ہے، اسی طرح دنیا کے مال ومتاع جب تک انسان کے دل میں غلبہ نہ پالیں اس کے لئے دین ودنیا میں معین ومددگار رہیں اور جس وقت اس کے دل پر چھا جائیں تو دل کی ہلاکت ہیں (معارف القرآن ج ۲) اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ دولت مندی بہت سے ساز وسامان کا نام نہیں ہے، نہ ہی مالی ہوس کا سکون مال کی زیادہ میں ہے، بلکہ اصل دولت مندی دل کی دولت مندی ہے کہ انسان قناعت پسند ہوجائے اور رزق حلال کی تلاش میں لگا رہے، محنت ومزدوری کرے، صبر واستقامت کے ساتھ، ذرائع ووسائل اختیار کرے اور اللہ سے کشادگی رزق کا طلبگار رہے، روزی جتنی پاک وصاف اور ہر قسم کے شک وشبہ سے محفوظ رہے گی اس کا باطن بھی اسی قدر صاف وشفاف رہے گا، اس لئے حلال وطیب مال کو تلاش کرتے رہیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں کہ اس نے جتنی رزق مقدر کردی ہے وہ اس کو مل کر رہے گی، ترمذی شریف کی ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا مقصود ومراد دنیا ہی ہو اور اس دنیا کا بھی کوئی مخصوص نشانہ نہ ہو اور وہ اسے مخصوص نشانہ پر توجہ اور نظر رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر تنگدستی مسلط کردیتا ہے اور اس کے حالات کو پراگندہ ومنتشر کردیتا ہے اور اسے دنیا میں سے اس سے زیادہ کچھ نہیں ملتا جتنا اس کے لئے پہلے سے لکھ دیا گیا ہے اور جس کی تمنا اور مراد آخرت ہو اور اعمال آخرت میں سے اس کا کوئی مخصوص نشانہ ہو اور اسی مخصوص نشانہ پر توجہ اور نظر رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنی اور تونگری پیدا کردیتا ہے اور اس کے حالات کو معتدل بنادیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہوکر چلی آتی ہے، (روہ انس) اس لئے جو لوگ اعتدال پسندی کی زندگی گزارتے ہیں وہ کبھی پریشان نہیں ہوتے اور جو لوگ اس کے لئے دیوانہ وار پھرتے رہتے ہیں ان میں اکثر ناکام ونامراد ہوتے ہیں، حدیث پاک میں انہیں باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا کہ اللہ نے جو رزق مقدر کردی ہے، وہ مل کر رہے گی بہت زیادہ کی جستجو میں رہ کر آخرت کو فراموش کردینا مومنانہ شان کے خلاف ہے۔

دینی مسائل

مفتی احکام الحق قاسمی

میت کی طرف سے نماز اور روزہ کا فدیہ

س: میرے والد لمبی علالت کے بعد اللہ کو پیارے ہوگئے، اس درمیان ان کے رمضان کے روزے اور بہت ساری نمازیں فوت ہوگئیں، ان کی ادائیگی کی شکل کیا ہوگی، کیا ہم لوگ ان کی قضا نمازیں ادا کرسکتے ہیں اور روزہ رکھ سکتے ہیں، والد صاحب نے کسی چیز کی وصیت نہیں کی۔

ج: کوئی آدمی دوسرے کی طرف سے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ نہ تو قضا نمازیں ادا کرسکتا ہے اور نہ ہی روزہ: ”ولو صام ولیّہ عنہ أو صلی لایصح لحدیث لایصوم أحد عن أحد و لایصلی أحد عن أحد“ (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۷۵)

لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ اپنے مرحوم والد کی طرف سے نہ تو روزہ رکھ سکتے ہیں اور نہ نماز ادا کرسکتے ہیں، البتہ فوت شدہ نماز اور روزہ کا فدیہ ادا کرسکتے ہیں، فدیہ وہی ہے جو صدقہ فطر میں ادا کیا جاتا ہے، یعنی نصف صاع (تقریباً پونے دو کلو) گندم یا آٹا یا اس کی قیمت، یا ایک صاع کھجور یا کشمش یا جو وغیرہ، ایک روزہ کا ایک فدیہ، اسی طرح ایک نماز کا ایک فدیہ ہوتا ہے، دن اور رات میں وتر لے کر چھ نمازیں ہیں اس لئے فدیہ کی تعداد چھ ہوں گی، جتنے دنوں کی نمازیں اور روزے فوت ہوئے ہیں، سب کا حساب لگا کر فدیہ ادا کرنا ہوگا۔

والد صاحب نے اگر فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی ہوتی تو ان کے ترکہ کے ایک تہائی مال سے فدیہ ادا کرنا لازم ہوتا لیکن چونکہ انہوں نے وصیت نہیں کی ہے اس لئے لازم نہیں ہے، البتہ مرحوم کے ورثا سب کے سب بالغ ہوں اور باہمی رضامندی سے ان کی متروکہ جائداد سے یا کوئی وارث اپنے مال سے فدیہ ادا کردے تو مرحوم پر بڑا احسان ہوگا اور امید ہے کہ مرحوم آخرت کی بازپرس سے بچ جائیں: ”عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات وعلیہ صیام شهر فلیطعم عنه مکان کل یوم مسکینا“ (الترمذی: ۱/۱۵۲)

”ولو مات وعلیہ صلوات فائتة واوصیٰ بالکفارة یعطی لکل صلوة نصف صاع من بر کالفطرہ، وکذا حکم الوتر والصوم، وانما یعطی من ثلث ماله“ (الدر المختار) ”قوله: (یعطیٰ)...... فیلزمه ذالک من الثلث ان أوصیٰ، والا فلا یلزم الولی ذالک لانها عبادة فلابد فیها من الاختیار، فاذا لم یوص فات الشرط فیسقط فی حق أحکام الدنیا للتعذر...... واما اذا لم یوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد فی الزیادات أنه یجزیه ان شاء الله تعالیٰ“ (رد المحتار: ۲/۵۳۲-۵۳۳)

واضح رہے کہ جب تک ہوش وحواس سلامت ہے، نماز ادا کرنا فرض ہے، خواہ بیٹھ کر ہو یا لیٹ کر اشارہ سے، نمازیں اس لئے چھوڑ دینا کہ اس کا فدیہ ادا کردوں گا، قطعاً جائز نہیں ہے، بلکہ نماز چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے اور نماز فوت ہونے کی صورت میں ہر حال میں اس کو قضا بھی کرنی ہے اور توبہ بھی، اگر کوشش کے باوجود قضا نہ کرسکا تو اس صورت میں فدیہ دیا جاتا ہے۔

مفقود الحواس خاتون کی نماز کا فدیہ

س: ایک خاتون جس کی عمر ۹۰ر سال ہے، نماز کی پابند تھی، لیکن پیرانہ سالی کی وجہ سے اب اس کی یادداشت ختم ہے، پہچان بھی نہیں پارہی ہے اور نماز میں کیا پڑھیں گے، کیسے پڑھیں گے اس کا بھی خیال اور ہوش وحواس نہیں رہتا ہے، یہ سلسلہ تقریباً ایک سال سے ہے تو کیا ان نمازوں کی قضا یا فدیہ لازم ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں جبکہ مذکورہ خاتون کا ہوش وحواس سلامت نہیں ہے تو ایسی صورت میں نماز اس کے ذمہ سے ساقط ہے، نہ تو اس کی قضا ہے اور نہ فدیہ: ”عن ابراهیم قال کان یقول فی المغمیٰ علیه: اذا اغمی علیه یوم ولیلة اعاد، واذا کان اکثر من ذالک لم یعد“ (المصنف لابن ابی شیبه: ۱/۷۱)

ومن جن أو اغمی علیه...... یوما ولیلة قضی الخمس وان زاد وقت صلاة سادسة لا، للحرج“ (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۲/۵۷۳)

نماز کے اول وقت میں انتقال کرجائے تو اس نماز کا فدیہ:

س: ایک شخص مغرب کی نماز پڑھا، گھر آنے کے بعد سینہ میں درد شروع ہوا، ڈاکٹر کے پاس لیجا کر علاج کرایا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہوسکا اور انتقال کرگیا، عشا کی نماز کا وقت داخل ہو چکا تھا، اب سوال یہ ہے کہ کیا عشا کی نماز کی قضا یا فدیہ لازم ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں جب شخص مذکور نے نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد نماز ادا نہیں کی، یہاں تک کہ اس کا انتقال ہوگیا، تو اب اس پر اس نماز کی نہ تو قضا واجب ہے اور نہ اس کا فدیہ دینا لازم ہے کیونکہ نماز کے وجوب میں اعتبار آخر وقت کا ہے اور آخر وقت میں وہ زندہ نہیں تھا: ”ویبنیٰ علی هذا الاصل الطاهرة اذا حاضت فی آخر الوقت أو نفست والعاقل اذا جن أو اغمی علیه، والمسلم اذا ارتد والعیاذ بالله وقد بقی من الوقت مایسع الفرض لایلزمهم الفرض عند اصحابنا لان الوجوب یتعین فی آخر الوقت عندنا اذ لم یوجد الاداء قبله فیستدعی الاهلیة فیه“ (بدائع الصنائع: ۱/۲۶۵)

فدیہ کا مصرف

س: فدیہ کا مصرف کیا ہے، کیا اپنے کنبہ کے غریب لوگوں یا مدارس کے طلبہ کو دے سکتے ہیں، مسجد کی تعمیر میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج: فدیہ کا مصرف وہی ہے جو زکوۃ کا مصرف ہے، لہٰذا جس طرح زکوۃ اپنے اصول وفروع (ماں، باپ، دادا، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) کو، زوجین ایک دوسرے کو اور مسجد کی تعمیر میں نہیں دے سکتے، اسی طرح فدیہ کی رقم بھی نہیں دے سکتے، اس کے علاوہ اپنے غریب رشتہ داروں اور مدارس کے طلبہ جو مستحق زکوۃ ہوں کو دے سکتے ہیں: ”باب المصرف ای مصرف الزکاة والعشر...... (هو فقیر وهو من له ادنیٰ شیء) ای دون نصاب أو قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة“ (الدر المختار) وهو مصرف ایضاً لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبة“ (الدر المختار مع رد المحتار: ۳/۲۸۳، باب مصرف الزکاة والعشر) ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 41 مورخہ ۲۴ر ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۸ر اکتوبر ۲۰۲۴ء روز سوموار

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم - غیر مسلموں کی نظر میں

ہمارے آقا و مولیٰ فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم خلاصۂ کائنات اور دنیا کے بہترین انسانوں انبیاء ورسل میں سب سے افضل ہیں، جس کا اعلان اللہ رب العزت نے خود ہی "تلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض" کہہ کر کر دیا ہے، یہ اللہ رب العزت کے حکم "لانفرق بين احد من رسله" (البقرۃ: ۲۸۵) ہم اللہ کے رسولوں کو الگ نہیں کرتے، یعنی سب پر ایمان رکھتے ہیں کے خلاف نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک بھی محمد، احمد ہے، جو اس بات پر شاہد ہے کہ آپ کی تعریف کی گئی ہے اور آپ سب سے زیادہ تعریف کے قابل ہیں، یہی وجہ ہے کہ تمام کتب سماویہ میں آپ کا ذکر خیر موجود ہے، خود قرآن کریم میں بھی آپ کا ذکر کیا گیا ہے، البتہ ہر دور میں بعض شقی اور بد بخت ایسے رہے ہیں جنہوں نے ہمارے آقا کے خلاف زبان درازی کی ہے، لیکن ان کی مثال آٹے میں نمک کے برابر تھی، ہندوستان میں جب سے فرقہ پرستوں کو عروج ملا اور وہ اقتدار تک پہونچ گئے، اس کے بعد فرقہ پرست، شدت پسند اور غلاظتوں سے بھرے ہوئے ذہن ودماغ کے لوگوں کی زبانیں کچھ زیادہ دراز ہونے لگی ہیں، گو اب بھی ایسوں کی تعداد پہلے کی طرح اکا دکا ہے، لیکن ان کی ہرزہ سرائی سے ایمان والوں کے دلوں کو سخت تکلیف پہونچتی ہے، کیوں کہ حب رسول اور عظمت رسول ہمارے ایمان ویقین کا حصہ ہے اور ہم کسی بھی قیمت پر کسی بھی شخص کا نبی کے جاہ وجلال، جمال وکمال پر حملہ برداشت نہیں کر سکتے، حالاں کہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ سورج کی طرف اچھالی گئی غلاظتیں اور چاند کی طرف پھینکا گیا تھوک، پھینکنے والے کی پیشانی کو داغدار اور ذلت کی مہر اس کے چہرے چھوڑ جاتا ہے، ہم یہ بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اگر چمگادڑ دن کی روشنی میں نہیں دیکھ پاتا تو اس میں آفتاب کا کیا قصور، سعدی نے کتنی سچی اور پکی بات کہی ہے کہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشم آفتاب را چہ گناہ

ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ خدانخواستہ اور نعوذ باللہ بہت سارے لوگ بھی اس جرم کا ارتکاب کرنے لگیں تو عظمت رسولؐ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا اور سارے غیر مسلم تعریف کرنے لگیں تو بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور عظمت میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہونے والا۔ "الفضل بما شهدت به الاعداء" کا محمل اور مصداق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نہیں ہے، آپ کی عظمت وبلندی من جانب اللہ ہے "ورفعنا لک ذکرک" کہہ کر اس کا اعلان بھی کر دیا گیا ہے، دوسروں کے بارے میں یہ بات کہی جا سکتی ہے، لیکن جس کی تعریف اللہ رب العزت نے کر دی ہو اور جسے محمد بنایا ہو، اس کے لیے دشمنوں کی گواہی سے فضل ثابت کرنے کی ضرورت بالکل نہیں ہے۔

تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ غیر مسلم کی نظر میں لکھ کر ہم کیا پیغام دینا چاہتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر فرقہ پرست آسمانی کتابوں کی صراحت کو نہیں مانتے ہیں تو اپنے مقتدیٰ اور پیشوا کی مان لیں، جنہوں نے آپ کی تعریف وتوصیف کی ہے، انہیں ہم بتانا چاہتے ہیں کہ کسی کی نہیں مانتے ہو، مت مانو، اپنے پیشواؤں، دانشوروں اور دنیا کے مسلم مفکرین کی سنو، تاکہ تمہاری سمجھ میں بات آجائے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ اعلان نبوت سے قبل ہی ورقہ بن نوفل نے آپ کے رسول ہونے کی بات کہی تھی اور آپ کو عظیم المرتبت انسان قرار دیا تھا، مشرکین مکہ بھی آپ کو صادق اور امین تسلیم کرتے تھے، بہت سارے کفار ومشرکین کو اللہ نے اسلام کی دولت سے بھی نواز دیا، عرب جو ایمان نہیں لائے تھے، وہ بھی آپ کے کردار پر انگلی نہیں اٹھاتے تھے، وہ سب آپ کو پاکباز اور عرب کے نوجوانوں میں کیرکٹر وکردار کی صالحیت اور قوموں کو متحد کرنے کی صلاحیت پر شاہد ہوا کرتے تھے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے عظیم داعی، مجاہد، خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا، جس کا مقابلہ کوئی دوسرا انسان کر ہی نہیں سکتا، بہت سارے کذاب نے مختلف عہد میں نبوت کا دعویٰ کیا، لیکن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "لانبی بعدی" اور قرآن کریم میں "خاتم النبيين" کے اعلان نے سب کی ہوا نکال کر رکھدی۔

غیر مسلم محققین، دانشور اور ہر طبقہ کے لوگوں کے نزدیک آپ کی شخصیت مسلم ہے، وہ آپ کی تہذیب، دیانت وامانت کے قائل ہیں، غریبوں پر رحم وکرم، انہوں نے انسانی مساوات کے علم بردار اور تعاون باہم کے داعی کے طور پر آپ کی شخصیت کا تعارف کرایا ہے، انسائکلو پیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار نے آپ کو سب سے زیادہ کامیاب پیغمبر قرار دیا ہے، دی ہنڈریڈ کے مصنف نے آپ کو عیسائی ہونے کے باوجود ایک نمبر پر رکھا ہے اور اس کی وجوہات بھی بیان کی ہیں، انگریز مفکرین نے آپ کو شعاع نور، مینار ہدایت، پیکر شرافت، مصلح اعظم، اعلیٰ اخلاق کے پاکیزہ معلم، ملکی اور تمدنی نظام کا بانی، تاجدار شرف وفضیلت، معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کا بانی، محسن انسانیت، یتیموں کا مربی، اولوالعزم، خلیق، معاملہ فہم، فصاحت وبلاغت میں یکتائے روزگار، بہترین قانون داں، پیکر شرم وحیا، قبیلے اور وطنیت کے بت شکن اور مجموعۂ محامد ومحاسن اور غیر فانی فلسفی قرار دیا ہے۔

یہ احساسات وخیالات ڈاکٹر گلیوڈ اروسی فلاسفر کاؤنٹ، ٹالسٹائی، موسیوا، وجیل کلوفل، جارج برنارڈ شا، بلبل ہند سروجنی نائیڈو، مسیحی فاضل، ویری، لفٹنٹ کرنل سائیکس، نپولین بوناپارٹ، روسو بانی انقلاب فرانس، پروفیسر گیان چند، سوامی بھوانی دیال سنیاسی، اور رابرٹ ساتمور کے ہیں، اختصار کے نقطۂ نظر سے ان کے بیان کو ایک ایک لفظ میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کیوں کہ یہ موضوع ایک مضمون کا نہیں، پوری کتاب کا طالب ہے۔ پوری کتاب کے لیے نہ یہاں موقع ہے اور نہ گنجائش۔

مدارس اسلامیہ کے لیے راحت بھری خبر

ہمارے ملک میں بہبودیٔ اطفال اور بچوں کے حقوق سے متعلق ایک کمیشن ہے، جسے مختصر میں این سی پی سی آر (NCPCR) نیشنل کمیشن فار پروٹکشن آف چائلڈ رائٹس کہا جاتا ہے، گذشتہ دس سالوں میں اس کا کام بہبودیٔ اطفال کم اور مدارس اسلامیہ کو بند کرنے کے لیے اقدام زیادہ رہے ہیں، اس کمیشن کے چیرمین پریانک کانون کے تجاہل عارفانہ کا حال یہ ہے کہ اس نے دستور ہند کی دفعات (ا)26,25,30 اور حق تعلیم ایکٹ 2009 کی دفعہ (5) 1 کو نظر انداز کر کے احکامات جاری کرنے شروع کر دیے تھے، حالاں کہ ان دفعات کے تحت تمام اقلیتی اداروں کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے، ضمیر کی آزادی کے ساتھ اقلیتوں کو مذہبی تعلیمی اداروں کے انتظام کی مکمل آزادی دی گئی ہے، لازمی حق تعلیم کا اطلاق مدارس، پاٹھ شالے اور گروکل پر باقی نہیں رکھا گیا، ان دستوری تحفظات کے برعکس این سی پی سی آر نے ۷ر جون ۲۰۲۴ء کو اتر پردیش حکومت کو ایک خط لکھ کر یوگی حکومت کو یہ ہدایت دی تھی کہ آر ٹی ای (RTE) ایکٹ کی تعمیل نہ کرنے والے مدارس کی منظوری کو واپس لیا جائے، وہاں کے طلبہ کو سرکاری اسکولوں میں منتقل کیا جائے اور مدارس کو بند کر دیا جائے، چنانچہ یوگی حکومت کو مسلمانوں کے خلاف کارروائی کا ایک اور موقع مل گیا اور اس نے تیزی سے عمل کرتے ہوئے اتر پردیش کے ہزاروں مدارس کی فہرست جاری کر دی، جس میں دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مظاہر علوم سہارن پور جیسے اعلیٰ مدارس بھی شامل تھے، کئی اضلاع کے ڈی ایم نے فوری طور پر مدارس کو نوٹس جاری کر دیا کہ وہ اس حکم پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں، اس سلسلے کی ہدایات اور خط وکتابت اس کمیشن نے وزارت تعلیم حکومت ہند اور تری پورہ کے ساتھ بھی کی تھی، تری پورہ حکومت نے اس ہدایت کے مطابق حکم نامہ بھی جاری کر دیا تھا، اتر پردیش کے پانچ سو سے زائد مدارس نے اس خوف سے مدرسہ بورڈ سے اپنے تعلقات ختم کر کے اسکول بورڈ سے الحاق وانسلاک کی کارروائی شروع کر دی تھی۔ معاملہ مسلمانوں کا تھا اس لیے فائلیں تیزی سے دوڑنے لگیں، حالاں کہ عام حالات میں فائلیں برسوں رینگتی بھی نہیں ہیں۔

معاملہ انتہائی حساس اور سنگین تھا، مدارس اسلامیہ پر خطرے کی تلوار لٹک گئی تھی، امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم نے امارت شرعیہ میں ایک میٹنگ وکلاء کے ساتھ بلائی اور اس حکم نامے کے قانونی پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا، کچھ دوسری تنظیموں نے عدالت کا رخ کیا اور کمیشن کے اقدام کو عدالت میں چیلنج کیا، چنانچہ عدالت نے حقوق اطفال کمیشن کے غیر دستوری ایک طرفہ، متعصبانہ حکم وہدایت پر روک لگا دی، مرکز اور ریاستوں کو اس پر عمل درآمد نہ کرنے کا حکم صادر کیا، اس سلسلے میں مرکز اور ریاستوں سے جواب بھی طلب کیا ہے، یہ حکم چیف جسٹس ڈی وائی چنڈر چوڑ، جسٹس جے بی پارڈی والا اور منوج مشرا کی سہ نفری بنچ نے سنایا، اتر پردیش کے امداد یافتہ اور ملحق مدرسوں کے مقدمات کی سماعت بھی طویل انتظار کے بعد عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) میں شروع ہو چکی ہے، بحث جاری ہے، امید ہے کہ اس مقدمہ میں بھی فیصلہ دستوری تقاضوں اور اقلیتوں کو دیے گئے حقوق کی روشنی میں آئے گا اور مدارس اسلامیہ کا تعلیمی وتربیتی سلسلہ حسب سابق پوری آن بان شان سے جاری رہے گا۔

گروپ بندی

گروپ بندی کا مطلب کسی زمانہ میں موافقت ومخالفت میں الگ الگ ٹولیوں میں بٹنا ہوا کرتا تھا، گروپ بندی اور لابی کی یہ قسم اب بھی موجود ہے، ان دنوں گروپ بندی کی ایک اور قسم پیدا ہو گئی ہے، جو سوشل میڈیا کی دین ہے، پیغامات مفت بھیجنے کی سہولت نے موبائل اور نیٹ پر بہت سارے گروپ بنا دیے ہیں، اس گروپ بندی کے بہت سارے فائدے علمی، اخلاقی، سماجی اور سیاسی ہیں، جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس کے فوائد کے ساتھ نقصانات بھی بہت ہیں، گھر کا ہر فرد اپنے اپنے موبائل پر بیٹھا کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے، شوہر، بیوی بیٹا، بیٹی، والد والدہ سب ایک کمرے میں ہیں، لیکن کوئی بات نہیں ہو رہی ہے، سب اپنی دنیا میں مگن ہیں، گھریلو معاملات ومسائل، بچوں کی تعلیم وتربیت، دین کی ترویج واشاعت سے متعلق باتوں کے لئے آمنے سامنے بیٹھ کر باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے، اس کے برعکس بڑی مذہبی، دینی شخصیتوں، علمی اداروں کے بارے میں غیر ضروری تبصرے کر کے شخصیتوں اور اداروں کو مجروح کرنا عام سی بات ہے، گروپ میں نامناسب تصویر اور ویڈیو کلپس کا بھیجنا عام سی بات ہے، آپ چاہیں نہ چاہیں آپ کے پاس پیغامات آتے رہتے ہیں، خبروں میں تحقیقات کا فقدان ہوتا ہے، اور بے سر پیر کی خبریں منٹوں میں پوری دنیا میں عام ہو جاتی ہیں، بحث کا سلسلہ دراز ہوتا ہے تو گالی گلوج تک نوبت آجاتی ہے، بڑے چھوٹوں کی تمیز ختم ہو جاتی ہے، حفظ مراتب کا خیال باقی نہیں رہتا اور بات غیبت، چغل خوری، جھوٹ، طعن وتشنیع اور اشتعال کے سارے مراحل طے کر ڈالتی ہے۔

بہت سارا وقت فضولیات کی نظر ہو جاتا ہے، بچوں نے اپنے اپنے گروپ بنا رکھے ہیں اور ان کا بہت سارا وقت گروپ پر چیٹنگ کرنے میں برباد ہو رہا ہے، درسی کتابوں کی طرف سے توجہ ہٹ رہی ہے، علمی گہرائی اور گیرائی مفقود ہوتی جا رہی ہے، رات رات بھر موبائل پر مصروف ہونے کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی متاثر ہو رہی ہے اور شب بیداری کی وجہ سے صحت بھی متاثر ہو رہی ہے۔ جب چھوٹے بچوں میں اس کی لت لگ جاتی ہے تو اس کو سنبھالنا بسا اوقات دشوار ہو جاتا ہے اور پھر اس کی تعلیم متاثر ہونے لگتی ہے۔

موبائل کمپنیوں کی طرف سے صارفین کے لئے نت نئے اور دل کش پیکیجز کو دیکھ کر نہ چاہنے والا بھی موبائل فون کو استعمال کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، اور یہی ان موبائل کمپنیوں کی چال ہوتی ہے کہ جس سے ان کے نیٹ ورک اور موبائلز زیادہ سے زیادہ صارفین استعمال کریں، مگر ان پیکیجز سے ہماری نوجوان نسل پر بہت برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں، اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ تعلیمی اداروں میں؛ جہاں پر موبائل کے استعمال پر کوئی روک ٹوک نہیں، وہاں پر طلبہ وطالبات دوران لکچر موبائل پر ایس ایم ایس یا گیم سے مستفید ہو رہے ہوتے ہیں اور جس تعلیمی ادارے میں موبائل فون لے کر آنے پر پابندی ہے، وہاں پر طلبہ وطالبات پڑھائی کے بجائے موبائل کو چھپا کر ایس ایم ایس یا گیم وغیرہ پر اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں۔

سوشل میڈیا پر چل رہے گروپز میں ایک اور عام چیز دیکھنے میں آتی ہے کہ لوگ اپنی پرسنل اور ذاتی باتیں بھی گروپ میں شیئر کرنے لگتے ہیں، جس سے دوسرے لوگوں کو نہ چاہتے ہوئے بھی اس گفتگو میں شریک ہونا پڑتا ہے، بسا اوقات یہ بہت تکلیف دہ ہو جاتی ہے، اس لیے اگر آپ کسی گروپ سے وابستہ ہیں تو اس بات کا خاص خیال رکھئے کہ ذاتی باتوں سے دوسروں کے وقت کو ضائع نہ کریں، جس سے متعلق بات ہو اس کے ذاتی نمبر پر ان باکس میں میسج کیا کریں، تاکہ کسی شخص کو ناحق تکلیف پہونچانے کے گناہ سے آپ باز رہ سکیں۔

ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ فضول اور لایعنی حرکتوں اور گروپ بندی کے مضر اثرات سے بچا جائے، کوئی علمی اور اصلاحی گروپ سے اپنے کو وابستہ کرنے میں حرج نہیں، لیکن اس کو دیکھنے کے لیے دوسرے کاموں کی طرح نظام الاوقات بنا لیا جائے، غیر ضروری گروپ سے خود کو الگ کر لیا جائے یا انہیں بلاک کر دیا جائے، اس طرح ہم بہت سارا وقت اپنی خانگی ضرورتوں اور علمی کاموں کے لیے نکال سکیں گے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

مولانا رضوان احمد ندوی

مولانا ندیم الواجدی - ایک صالح عالم دین، ایک دلنواز شخصیت

دیو بند، ایک چھوٹا سا قصبہ ہے، مگر یہاں کی مٹی اتنی زرخیز ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں یہاں ایسے ایسے علم وفضل کے کوہ گراں اور فکروفن کے روشن ستارے افق پر جگمگاتے رہے ہیں، جن کی ضیا پاشیوں سے پورا عالم بقعہ نور بنتا رہا ہے، یہیں شیرازہ ہند دارالعلوم قائم ہے جن کے تربیت یافتہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، ایک دو ہوں تو انہیں انگلیوں پر شمار کیا جائے، انگنت علماء وفضلاء ہیں اگر ان میں کا کوئی ایک روشن ستارہ غروب ہوتا ہے تو برسوں اس کی یادیں اور باتیں دل ودماغ کو متاثر کرتی رہتی ہیں، ماضی قریب میں کئی بلند قامت علم وعرفان نے داغ مفارقت دیدی، ابھی ان سب کی یادیں تازہ ہی تھیں کہ 14/اکتوبر 2024 کو اعلیٰ خاندان کے ایک صالح عالم دین حضرت مولانا ندیم الواجدی صاحب امریکہ کے شہر شکاگو میں طویل علالت کے بعد اپنے مالک حقیقی سے جاملے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی۔

مولانا واجدی ایک بلند عالم دین، اعلیٰ درجہ کے محقق ومصنف اور تجزیہ نگار تھے، ان کا تعلق ایک علمی خانوادہ سے تھا، آپ کے جدامجد حضرت مولانا سخاوت حسین، داداجان مولانا احمد حسین اور والد ماجد حضرت مولانا واجد حسین، نیز خسر محترم حضرت مولانا قاری عبداللہ سلیم، دادا اسسٹر مولانا محمد نعیم دیو بندی اور ماموں جان، مولانا شریف الحسن سب کے سب جید عالم دین اور نامور اساتذہ حدیث وفقہ تھے، خانہ ہمہ آفتاب شد کے مصداق مولانا ندیم الواجدی نے اسی نورانی ماحول میں آنکھیں کھولیں یعنی 23/جولائی 1954 میں دیو بند میں پیدا ہوئے، والد اور دادا دونوں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے مخصوص شاگردوں میں رہے، جب آپ کی ولادت ہوئی تو حضرت مدنی نے ہی آپ کا نام واصف حسین تجویز فرمایا، تاہم آپ قلمی نام ندیم الواجدی سے مشہور ہوئے، حفظ اور ابتدائی دینیات مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد میں پائی، پھر دارالعلوم دیو بند میں شرح جامی سے دورہ حدیث شریف تک کی تعلیم حاصل کی اور 1975 میں دورہ حدیث میں اول پوزیشن سے کامیابی حاصل کی، پھر تخصص فی الادب میں داخلہ لیا، حضرت مولانا وحید الزماں کیرانویؒ کی تربیت سے فیضیاب ہوئے اور ممتاز تلامذہ میں شمار کئے جانے لگے، فراغت کے بعد درس وتدریس سے وابستہ ہوئے کچھ سال حیدرآباد میں رہے، دارالعلوم دیو بند کے صد سالہ اجلاس کے موقعہ پر مجلس شوریٰ کی تجویز کے مطابق یہاں کے شعبہ تصنیف وتالیف سے منسلک ہوگئے، مگر یہ تقرری عارضی تھی، اس لئے مولانا وحید الزماں کیرانوی کے مشورہ سے کتابوں کی تجارت شروع کردی اور دارالکتاب کے نام سے مکتبہ تجاریہ قائم کیا، یہ مکتبہ تشنگان علم وادب کے لئے آب شیریں سے کم نہ تھا، یہاں آپ نے تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع کیا، حضرت امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم کا اردو ترجمہ ان کا شاہکار کارنامہ ہے، نصابی موضوعات پر بھی کئی کتابیں تصنیف کیں، اسی اثناء میں مجلّہ ترجمان دیو بند کی بھی اشاعت شروع کی، جس میں ان کے اداریے نہایت ہی قیمتی ہوا کرتے تھے، بسا اوقات مختصر جملوں میں بڑے پتے کی بات کہدیتے۔

ایک اداریہ میں لکھا کہ "تیز رفتار زندگی نے ہمیں ہر شعبے میں برق رفتاری کا عادی بنادیا ہے۔(نومبر 2000) اس عبارت میں تیز رفتار زندگی کی قافیہ بندی، برق رفتاری سے کرکے جملہ میں جدت وندرت پیدا کردی اس کے اندر سادگی بھی ہے بے تکلفی بھی، وہ تکلف کے ساتھ گھما پھرا کر اینچ پینچ سے بات کہنے کے عادی نہ تھے، چنانچہ ترجمان دیو بند میں ایک اداریہ لکھا کہ" 1992 کے بعد سے مسلمان مایوسی اور انتشار کے عالم میں سانس لے رہے ہیں، وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ ایسے گم کردہ راہ کارواں کا حصہ ہیں جس کا کوئی قائد نہیں، ملی جماعتیں اپنا اعتماد واعتبار کھو چکی ہیں، مسائل کا ایک کوہ گراں ہے جس کے حجم میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے۔(مارچ 2002) مرحوم کو قیادت سے اس لئے شکایت تھی کہ اس وقت ملت اسلامیہ قسطوں میں بٹی ہوئی تھی کوئی بھی ملی قائد صفوں میں اتحاد وہم آہنگی پیدا کرنے اور بابری مسجد کی حفاظت میں ایک پلیٹ فارم پر نہیں آرہے تھے، حالانکہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی قیادت نے اس ایشوز پر سبھوں کو مجتمع کرلیا جس کے نتیجہ میں قیادت شہادت کے بعد مزید پوری قوت وتوانائی کے ساتھ میدان عمل میں اتر گئی، مگر مولانا کا نظریہ اس سلسلہ میں مختلف تھا، جس کو وہ حق سمجھتے تھے بلا کم وکاست اظہار فرماتے، ان کی نگارشات ہند وپاک کے معیاری جرائد ورسائل میں شائع ہوئے۔مولانا کو دس بارہ سال کی عمر سے ہی مطالعہ کا شوق تھا، انہوں نے خود لکھا کہ" مجھے یاد ہے کہ میں نے باقاعدہ جس کتاب کا سب سے پہلے مطالعہ کیا وہ مولانا اسحاق دہلوی کی کتاب داستان یوسف تھی" (یادگار زمانہ شخصیات کا احوال مطالعہ صفحہ نمبر 251) پھر یہ شوق بڑھتا گیا اور مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھنے کا چسکہ لگ گیا، آگے خود تحریر فرماتے ہیں کہ" میرا مطالعہ کسی ایک سمت میں یا کسی ایک موضوع تک محدود نہیں رہا، وقت اور عمر کے ساتھ ذوق مطالعہ بدلتا رہا، البتہ کوئی دور ایسا نہیں آیا کہ مطالعہ کا سلسلہ بالکل منقطع ہوا ہو، ایک زمانہ تک میری یہ عادت رہی کہ میں رات کو بستر پر لیٹ کر پہلے اخبار پڑھتا تھا، پھر کوئی کتاب اٹھا لیتا اور اسے پڑھتے پڑھتے سوجاتا تھا (حوالہ مذکور 258) گویا مولانا مرحوم کو کتاب سے نہایت درجہ محبت تھی اور یوں بھی وہ مخزن علم وعرفاں میں ہی سانس لیا کرتے تھے، اس لئے لکھنا پڑھنا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔انہوں نے دیو بند میں لڑکیوں کی دینی تعلیم کے لئے معہد عائشہ الصدیقہ قاسم العلوم للبنات بھی قائم کیا، جس سے مسلم خواتین کی دینی تعلیمی اور اصلاحی ضرورت کی تکمیل ہوتی ہے، میرے لئے محرومی کی بات ہے کہ میں ادارہ کی زیارت سے محروم ہوں، تاہم اس کے معیار تعلیم اور نظام تعلیم کے بارے میں دوستوں سے سن کر دلی مسرت ہوتی ہے، اللہ اس کو مزید ترقیات سے نوازے۔

اب سے تقریباً34 سال پہلے کی بات ہے جب میں نے 1989 میں دارالعلوم دیو بند کے دورہ حدیث شریف میں داخلہ لیا، وہیں پہلی مرتبہ مولانا سے نیاز حاصل ہوا، بڑی محبت اور بزرگانہ شفقت کا اظہار فرمایا اس کے بعد ہم نشینی اور بے تکلف صحبت کا شرف حاصل ہوتا رہا، اکثر معیاری کتابوں کے مطالعہ کی تلقین فرماتے رہے، بسا اوقات کتابیں بھی عنایت فرماتے، اس کے بعد محبت عقیدت میں بدل گئی، سال میں ایک دو بار ملاقات ہو جایا کرتی تھی۔ آخری ملاقات غالباً2014 میں ہوئی، صبح ناشتہ کی دعوت پر حاضر ہوا، انواع واقسام کی لذیذ غذاؤں اور پھل فروٹ سے خاطر مدارات کی، انہیں مہمانوں کی ضیافت ومہمان نوازی میں بڑا لطف ملتا تھا۔عمر کے آخری ایام میں انہیں بیماریوں نے گھیر لیا، بہتر علاج کے لئے امریکہ تشریف لے گئے، جہاں دیو بند کا یہ تابندہ ستارہ ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا، دعا فرمائیے کہ اللہ رب العزت ان کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔آمین۔

کتابوں کی دنیا

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

رہنمائے راہ طریقت

بہار میں چند بزرگان دین ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی لوگوں کی اصلاح، تصوف کے رموز ونکات سکھانے، برتنے اور لوگوں تک اسے پہونچانے میں صرف کردی اور کررہے ہیں، ان میں ایک نام حضرت مولانا مطیع الرحمٰن صاحب قاسمی رئیس المدرسین مدرسہ امدادیہ عربیہ شاہ کنڈ بھاگلپور کا ہے، وہ تواضع انکساری کی وجہ سے اپنے کو خادم المدرسین والطلبہ لکھتے ہیں، حالاں کہ وہ برسوں سے خدمت کے راستے پر چل کر مخدوم ہو چکے ہیں، ایک شاعر نے کہا ہے کہ

اگر تم بڑوں کی خدمت بجالاؤ گے | تو خادم سے مخدوم ہو جاؤ گے

حضرت مولانا نے ہندوستان کے تین بڑے اکابر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی، برکۃ العصر حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندوی رحمہم اللہ کی خدمت میں وقت گذارا اور کسب فیض کیا ہے، مولانا منور حسین صاحبؒ کی صحبت بھی انہیں نصیب ہوئی ہے، حضرت مولانا مفتی محمود حسن رحمۃ اللہ نے انہیں خلافت عطا فرمائی، چنانچہ مولانا کی حیثیت ان اکابر کے گذرنے کے بعد مخدوم ومربی کی ہوگئی ہے، اور ان کی خانقاہ سے بندگان خدا کو سوئے حرم لے جانے کا کام ہو رہا ہے اور مولانا اس کے محور ہیں۔احقر کی بھی ایک دو ملاقات حضرت سے رہی ہے، ایک بار ان کے مدرسہ کے جلسہ میں بھی جانا ہوا تھا۔

"رہنمائے راہ طریقت واقوال واحوالِ اکابر ومشائخ وطریقت" حضرت مولانا کی تازہ تالیف وتصنیف ہے، تالیف اور تصنیف کے اصطلاحی فرق سے قطع نظر میں نے ان دونوں کو ایک ساتھ اس لیے لکھا ہے کہ حضرت نے خود ہی اپنے پیش لفظ میں دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے، ہوسکتا ہے کہ اس کتاب کے کچھ مضامین تصنیف اور کچھ تالیف کے قبیل سے ہوں، اسی مناسبت سے حضرت نے تصنیف وتالیف کا لفظ ایک ساتھ استعمال کیا ہو، یہ بات قرین قیاس اس لیے معلوم ہوتی ہے کہ حضرت نے اپنی کتاب رہنمائے راہ شریعت کے لیے تالیف کا لفظ اسی پیش لفظ میں لکھا ہے۔

حضرت مولانا کی یہ پہلی کتاب نہیں ہے، ایک درجن سے زائد کتابیں مختلف موضوعات پر طبع ہوکر مقبول ہو چکی ہیں، ان میں رہنمائے راہ شریعت، دینی مدارس اور ان کا حل، دسویں محرم کے مشغلے، فیضان مطیع، علم الشرائع والاحسان، نسخہ حصول معرفت، تصحیح معاملات، حقوق العباد، معمولات محمودیہ، عصبیت ایک بڑی لعنت، اتباع سنت واطاعت رسول، فکر آخرت میں اضافہ اور فتنہ خروج دجال، جنت الفردوس کے وارثین اور ان کے سات اعمال، علم وعمل وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا نے رہنمائے راہ طریقت میں جو اسلوب اختیار کیا ہے، اس کے بارے میں خود ہی لکھتے ہیں: "میں نے اس کتاب کی تصنیف وتالیف میں ہرگز ہرگز کوئی خاص ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا ہے، جو مضمون سمجھ میں آتا گیا اور جن اکابر کے ملفوظات اور احوال معلوم ہوتے گیے، اسی انداز سے ترتیب دیتا رہا اور ایک ضخیم کتاب وجود میں آگئی، اب یہ ہمت نہیں رہی اور وقت میں اتنی گنجائش بھی نہیں رہی کہ پھر اس کو ازسرنو ترتیب دیتا (صفحہ 22.23)

اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ایک بڑا حصہ اقوال واحوال اکابر ومشائخ طریقت پر مشتمل ہے، جن اکابر کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا ہے، ان میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا، حضرت مفتی محمود حسن، مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادی، حضرت مخدوم جہاں شرف الدین یحیٰ منیری، مخدوم جلال الدین جہانیان جہاں گشت، مولانا عبدالرحمٰن جامی، سید اشرف جہانگیر سمنانی، خواجہ عبداللہ احرار، شیخ نظام الدین عرف شاہ بھکاری، جلال الدین سیوطی، عبدالقدوس گنگوہی رحمہم اللہ اور درجنوں دوسرے اکابر خاص طور سے قابل ذکر ہیں، اگر یہ ترتیب سے آجاتے تو کتاب کا پہلا باب ہوتا، اس کتاب میں اکابر کے مکتوبات کا اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہوگیا ہے جو اصلاح نفس کے لیے اکیسر اور کیمیا کا درجہ رکھتا ہے، یہ اس کتاب کا مضامین کیا عتبار سے دوسرا باب ہوسکتا ہے۔اس کے علاوہ جو مضامین ہیں اور جن کا تعلق تصوف کی اصطلاحات سے ہیں، مثلاً: تصور شیخ، قطب، تجلی، قبض اور بسط، تصرف، توجہ، شریعت، طریقت اور نسبت اسے کتاب کا تیسرا باب قرار بنایا جاسکتا تھا، ان موضوعات کو الگ الگ باب در باب سمیٹا جاتا تو اس کتاب کی افادیت قاری کے لیے دوچند ہوتی، میں ان قارئین کی بات نہیں کرتا جو حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں، ان قارئین کی بات کرتا ہوں جو حلقہ ارادت کے باہر ہیں، وہ عصر جدید کے آہنگ میں کتاب کو پڑھنا پسند کرتے ہیں، اگلے ایڈیشن میں حضرت کے خدام کو اس طرف توجہ دینی چاہیے، اس سے مطالعہ میں ذہنی ارتکاز ہوتا ہے۔مولانا مفتی اشفاق عالم صاحب استاذ حدیث جامعۃ الشیخ دیو بند بھی اس کام کو بآسانی کرسکتے ہیں۔

کتاب کے مضامین انتہائی عمدہ اور زبان بھی سلیس ہے، اس سے طالبان سلوک کو بڑی مدد ملے گی، بزرگوں کے اقوال بھی تفصیل سے اس کتاب میں جمع ہو گیے ہیں، جو ہدایت ورہنمائی میں کیمیا اثر ہیں، اسی خصوصیت کی وجہ سے حضرت تھانویؒ کے شرائط بیعت کی ایک دفعہ ان کے مواعظ اور ملفوظات کا مطالعہ بھی تھا، انہوں نے حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کو اس وقت تک بیعت نہیں کیا، جب تک انہوں نے مواعظ وملفوظات کا مطالعہ نہیں شروع کردیا، اس کی تفصیل راقم الحروم (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) کی کتاب حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کے علمی مراسلے میں دیکھا جاسکتا ہے، یہ حضرت تھانویؒ کے پچاس خطوط ہیں، جو مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کے نام ہیں۔

کتاب کی پروف ریڈنگ پر مزید توجہ کی ضرورت تھی، بعض فاش قسم کی املائی غلطی رہ گئی ہے، مثلاً عنوان ہی میں عبدالوہاب شعرانی کو عبدالوہات (تا کے ساتھ) لکھا ہوا ہے۔وغیرہ

چارسو اسی صفحات کی اس کتاب کی اشاعت بحیثیت ناشر وابستگان خانقاہ محمودیہ، مسجد فاطمہ حضرت قطب الدین ملا لے آو? ٹ، امن نگر، بیلگام، کرناٹک نے کیا ہے، ٹائٹل اور اندر میں ناشر کا پتہ الگ الگ دیا گیا ہے، اندرونی ٹائٹل پر باشیبان ہائی اسکول کے پیچھے، بھنڈی بازار بیلگام لکھا ہے، ملنے کے پتے تین ہیں، ایک پتہ جامعۃ الشیخ دیو بند، ایک مدرسہ امدادیہ عربیہ شاہ کنڈ اور ایک الحاج سراج الدین صاحب دفعدار طیبہ اسوسیشن اعظم نگر بیلگام کا ہے، ہدیہ (قیمت) کہیں درج نہیں ہے، اس لیے مفت مل جانے کے امکان سے انکار نہیں کیا جاسکتا، مفت ملے یا ہدیہ سے، یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر گھر میں رکھی جائے۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

اللہ کے نام کا ادب واحترام: مشہور بزرگ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں متعدد لوگوں سے منقول ہے کہ ابتدا میں ان کی زندگی لاابالی پن میں گذرتی تھی، ان کی توبہ کی وجہ یہ بنی کہ حمام کی بھٹی میں انہیں ایک کاغذ کا ٹکڑا پڑا ہوا ملا، جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا تھا، تو آپ نے بڑے احترام سے اُس کاغذ کا ٹکڑا اٹھایا اور آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا کہ ''اے میرے آقا! آپ کا مبارک نام یہاں پڑا روندا جا رہا ہے؟'' پھر عطار کے پاس گئے اور ایک درہم کے عوض میں مہنگا عمدہ عطر خریدا اور پھر اُس کاغذ کے ٹکڑے کو عطر سے معطر کر کے لوگوں کے پہنچ سے باہر کسی جگہ بحفاظت رکھ دیا، اللہ تعالیٰ نے (اس عمل سے خوش ہوکر) اُن کے قلب کو زندہ فرمایا اور اُنہیں رشد وہدایت کی دولت سے نوازا اور پھر وہ زہد وتقویٰ کے بلند مقام پر فائز ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر: ۱۰/۳۲۷، من اخبار السلف الصالح، ص:۱۳۱)

اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ-تاریخ کا انصاف پرور اور انسانیت نواز حکمراں: انسانی تاریخ میں ایسے حکمراں بھی گذرے ہیں جنہوں نے اپنی انصاف پسندی اور انسانیت نوازی کا ایسا عملی ثبوت فراہم کیا جس سے ان کا نام ہمیشہ روشن رہے گا، ان حکمرانوں میں اورنگ زیب عالمگیر بھی ایک ہیں، اورنگ زیب نے ۵۱/سال تک ہندوستان میں حکومت کی، ۱۶۵۶ء سے ۱۷۰۷ء تک کی اس طویل حکمرانی میں انہوں نے ہندوستان کی مغلیہ سلطنت کو کابل سے لے کر کنیا کماری تک اور سندھ سے لے کر برما تک پھیلا دیا، ہندوستان کی پوری تاریخ میں اتنے طویل عرصہ تک اور اتنے وسیع رقبہ پر حکومت کرنے والا شاید ہی کوئی حکمراں ہوگا، اورنگ زیب کے دور میں ہندوستان اقتصادی، سیاسی اور فوجی اعتبار سے دنیا کا سپر پاور بن گیا، اس وقت دنیا کی کل جی ڈی پی کا چوتھائی حصہ ہندوستان سے پیدا ہوتا تھا، ہندوستان کی حیثیت اس وقت وہی تھی جو آج امریکہ کی ہے۔

اتنے بڑے طاقتور حکمراں کی ذاتی زندگی اتنی ہی سادہ تھی، وہ عوام کے پیسوں کو اور حکومت کے خزانے کو اپنے ذاتی خرچ میں قطعی استعمال نہیں کرتے تھے، بلکہ عوام کے پیسوں کو عوام کے مفاد کے لیے استعمال کرتے تھے، ہفتہ میں دو دن ٹوپیاں سی کر فروخت کرتے اور دو دن راتوں کو بھیس بدل کر مزدوری کرتے، اس سے جو رقم حاصل ہوتی اس کو اپنے ذاتی خرچ کھانے پینے اور پہنے اوڑھنے میں استعمال کرتے تھے، یہاں تک کہ کسی خاص شخص کو ہدیہ یا صدقہ بھی اسی رقم سے کرتے تھے، اس کی مثالیں تو بے شمار ہیں، البتہ تاریخ نے دو مثالوں کو محفوظ کرلیا ہے۔

ایک واقعہ دہلی کے ایک ہندو تاجر سیٹھ اتم چند سے متعلق ہے جو تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے، واقعہ یہ ہے کہ ایک رات کو تیز بارش ہو رہی تھی، اس بارش سے چاندنی چوک کا ایک تاجر اتم چند بہت پریشان تھا کیونکہ اس کا سارا سامان ایسے مکان میں تھا جہاں پانی ٹپکتا تھا، وہ پریشان تھا کہ کس طرح اپنے سامان کو محفوظ مقام تک منتقل کرے، اگر سامان منتقل نہیں کیا گیا تو بارش سے سارا سامان بھیگ کر ضائع ہو جائے گا، وہ خود سامان منتقل نہیں کرسکتا تھا اور رات کے وقت کسی مزدور کا ملنا بھی مشکل تھا پھر بھی وہ گھر سے باہر نکلا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ کہیں کوئی مزدور مل جائے، اچانک اس کو ایک آدمی نظر آیا، اس آدمی نے خود آ کر پوچھا کہ کیوں پریشان ہو، کسی کی تلاش ہے؟ اتم سیٹھ نے کہا کہ مجھے ایک مزدور کی تلاش ہے جو مرے سامان کو محفوظ مقام تک منتقل کردے کیونکہ میرا سامان بھیگ رہا ہے، اس آدمی نے کہا کہ میں یہ کام کردوں گا، بتاؤ سامان کہاں ہے اور اسے کہاں منتقل کرنا ہے؟ اتم چند خوش ہوگیا، پھر اس آدمی نے سارے سامان کو منتقل کرنے کا کام شروع کردیا یہاں تک کہ صبح کی اذان تک سارا کام مکمل ہوگیا، تو وہ رخصت ہونا چاہا، رخصت ہوتے وقت اتم چند نے اس آدمی کو ایک چونی (چار آنہ) مزدوری دی، اس چونی کو لے کر وہ آدمی رخصت ہوگیا۔

پتہ ہے وہ آدمی کون تھا، وہ دنیا کی سپر پاور مملکت کا خود مختار بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر تھے، یہ راز شاید کبھی نہ کھل پاتا کہ وہ مزدور کون تھا؟ ایسے ہی کتنے بے شمار اورنگ زیب کی مزدوری کے دوسرے واقعات ہوئے ہوں گے، جن سے دنیا واقف نہیں ہوسکی، یہ راز اس طرح کھلا کہ وہ مزدوری سے حاصل کی ہوئی چونی اورنگ زیب نے اپنے استاد حضرت ملا جیون کو ہدیہ میں دیدی جبکہ وہ اورنگ زیب کے پاس رمضان گذارنے آئے تھے، اس چونی میں ایسی برکت ہوئی کہ ملا جیون جو غریب آدمی تھے صرف دو تین سالوں کے اندر علاقہ کے مالدار ترین انسان بن گئے، ۱۵/سال کے بعد جب اورنگ زیب کی ملاقات ملا جیون سے ہوئی تو استاد نے بتایا کہ تمہاری چونی سے اتنی برکت ہوئی کہ میں کافی مالدار آدمی بن گیا ہوں، تب جا کر اورنگ زیب نے چونی کے قصہ کا راز اجاگر کرنے کیلئے سیٹھ اتم چند کو دربار میں بلایا اور اس سے ۱۵/سال پہلے کی آمد وصرف کے حساب کتاب کی تفصیل بیان کرنے کو کہا، اتم چند نے ساری تفصیلات بیان کرنی شروع کی، بیان کرتے کرتے ایک جگہ جا کر رک گیا، اورنگ زیب نے پوچھا کہ رکے کیوں؟ تو سیٹھ نے بتایا کہ ایک چونی دی گئی تھی ایک مزدور کو لیکن مجھے نہیں معلوم وہ مزدور کون تھا؟ پھر اس نے پورا واقعہ بیان کیا اور اخیر میں یہ کہا کہ میرے پاس اس وقت صرف وہ چونی ہی تھی جو مزدور کو دی اور اس سے یہ کہا کہ کل تم میرے پاس آنا، میں تمہیں کچھ پیسے اور دوں گا کیونکہ کام بہت زیادہ ہوا ہے، یہ چونی اس کام کے حساب سے بہت کم ہے لیکن مزدور نے اس چونی کو لے کر کہا کہ بس یہی کافی ہے، میں کل تمہارے پاس نہیں آؤں گا، اتنا سننے کے بعد اورنگ زیب نے اتم چند کو رخصت کردیا اور استاد سے عرض کیا کہ یہ ہے اس چونی کا قصہ، میں نے آپ سے سیکھا ہے کہ محنت مزدوری سے کمائے ہوئے پیسے میں برکت ہوتی ہے۔ (تعمیر حیات، ۲۵/ستمبر ۲۰۱۹ء)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کا انداز نگرانی: حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری نور اللہ مرقدہ کو اس کا بہت اہتمام تھا کہ مدرسین اسباق کے اوقات کی بہت پابندی فرمادیں، گھنٹے کے پانچ منٹ بعد فوراً سبق شروع ہو جائے اس سے پہلے شروع نہ ہو اور گھنٹے سے پانچ منٹ پہلے سبق ختم ہو جائے، اس کے خلاف اگر کسی مدرس کی شکایت ہوتی تو حضرت کے یہاں سے مدرس سے جواب طلب ہوتا، حضرت قدس سرہ کا رعب جملہ مدرسین پر اتنا زیادہ تھا کہ بجائے سخت لفظ کہنے کے صرف پوچھ لینا ہی مدرس کے لئے کافی تھا، حضرت نور اللہ مرقدہ کو اس کا بھی بہت اہتمام تھا کہ اسباق اعتدال سے ہوں، حضرت اس کے نہایت شدید مخالف تھے کہ شروع میں لمبی چوڑی تقریریں ہوں اور آخر میں کتاب رمضانی تراویح کی طرح جلد سے جلد پڑھائی جائے، اس کی شکایت پر بڑے سے بڑے مدرس کو بھی تنبیہ سے گریز نہیں فرماتے تھے، اسی نظریہ کے ماتحت اور حضرت قدس سرہ کے آخری سہ سالہ زمانۂ تعلیم کے نقشوں کے موافق وہ نقشۂ تعلیم تیار کیا گیا جو عرصہ سے مدرسہ مظاہر علوم میں معمول بہ ہے، حضرت نور اللہ مرقدہ کے یہاں تعلیم کی نگرانی کا بھی ایک خاص معمول تھا، جب طلباء کی طرف سے کسی مدرس کی شکایت ہوتی تو حضرت قدس سرہ کی اپنی سہ دری میں جہاں حضرت تشریف فرما ہوتے تھے، عین سبق کے وقت مدرس کے پاس یہ پیام پہنچتا کہ فلاں سبق گھنٹہ کے نیچے ہوگا، یہ ایک اصطلاحی لفظ اس زمانہ میں بن گیا تھا، جس کی شرح یہ ہے کہ حضرت کی سہ دری میں ایک گھنٹہ لٹکا ہوا تھا، مدرس گھنٹہ کے نیچے بیٹھتا اور طلباء جن کی جماعت اس وقت چھوٹی ہوتی تھی مدرس کے تینوں طرف، اور حضرت قدس سرہ اپنی جگہ حجرہ کے سامنے تشریف فرما رہتے اور پورے گھنٹہ وہاں سبق ہوتا اور حضرت ساکت سنتے رہتے، سبق کے بعد اس وقت حضرت کچھ نہ فرماتے، اس کے بعد اگر طلباء کی شکایت صحیح ہوتی اور معمولی ہوتی تو مدرس کو تنبیہ فرماتے اور اگر شدید ہوتی تو دو چار روز کے بعد وہ سبق دوسرے مدرس کے یہاں منتقل کردیتے اور اگر طلبہ کی شکایت غلط ہوتی یا معمولی ہوتی تو سرغنوں کا کھانا بند اور اگر سخت ہوتی تو ان کا اخراج فرمادیتے، اس کا اثر ہمیشہ یہ رہا کہ مدرسین کو فکر رہتی کہ نہ معلوم سبق کب گھنٹہ کے نیچے پڑھانا پڑ جائے اور طلبہ کو بھی شکایت کے اندر بہت غور وفکر کی ضرورت ہوتی کہ اگر حضرت کے نزدیک شکایت غلط ہوتی تو کھانا بند ہو جانا معمولی بات ہے اور اخراج کا امکان۔ اس کے علاوہ حضرت قدس سرہ کا یہ بھی معمول تھا کہ خصوصی مہمانوں کو مدرسہ دکھلانے کے لئے خود تشریف لے جاتے اور مہمان کو درس گاہ کے سامنے گشت کراتے ہوئے جس درس گاہ کے سامنے دل چاہے دس پندرہ منٹ کھڑے رہتے۔ (ماخوذ: ماہنامہ مظاہر علوم، جون: ۲۰۲۲ء)

حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری کا فقر واستغنا: حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ نے فرمایا: حضرت اقدس مولانا الحاج شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سردی میں کوئی کپڑا سردی کا نہیں تھا، کسی سے اظہار کو غیرت مانع تھی، اس کی انتہائی کوشش میں رہتا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو، جب تک مسجد کے کواڑ کھلے رہتے، حمام کے سامنے سیکنے کے بہانے سے بیٹھا رہتا اور جب سب چلے جاتے تو مسجد کے اندر زنجیر لگا کر مسجد کی صف کے ایک کونے پر لیٹ کر کروٹیں بدلتا ہوا دوسرے کونے تک پہنچ جاتا، وہی صف اوڑھنا بچھونا بن جاتی تھی، سر اور پیروں کی طرف سے خوب ہوا لگتی رہتی تھی، تہجد کے وقت اسی طرح کروٹیں بدلتا ہوا دوسری جانب آجاتا، صف بچھ جاتی، پھر ارشاد فرمایا وہ سردی تو گذر گئی لیکن اللہ کے فضل سے اس کے بعد سے کوئی سال ایسا نہیں گذرا کہ مالک کی طرف سے ایک دو لحاف عمدہ ہدیہ کے نہ آئے ہوں۔ حضرت نور اللہ مرقدہ اپنے رائے پور کی حاضری کے ابتدائی دور کے قصے بھی بہت ہی لطف اور مزے لے کر سنایا کرتے تھے، کیونکہ اپنے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے خادم خاص تھے، فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ قدس سرہ کو لٹانے کے بعد جب دوپہر کو حضرت آرام فرماتے تو میں کواڑ بند کر کے مہمانوں کے کھانا پکنے کی جگہ جاتا، معز الدین مرحوم جو بڑے حضرت کے مہمانوں کے کھانے پکانے کے منتظم تھے، وہ سب مہمانوں کو کھلا کر مطبخ بند کر کے اپنے گھر چلے جاتے، میں وہاں جا کر دیکھتا، کبھی ایک آدھ روٹی بچی ہوتی تھی، سالن کی دیگچیوں سے پونچھ کر کھا لیتا اور کبھی کچھ بھی بچا ہوا نہیں ہوتا تھا تو سوکھے ہوئے ٹکڑے طاقوں وغیرہ میں رکھے ہوئے مل جاتے تھے ان کو پیالے میں ڈال کر پانی میں بھگو کر نمک ڈال کر اور اگر نمک نہ ملتا تو بغیر نمک ہی کے کھالیا کرتا تھا، کبھی پیٹ بھرتا، کبھی نہ بھرتا، کسی دوسرے سے تو کیا کہتا، میں نے کبھی معز الدین مرحوم سے بھی یہ نہیں کہا کہ تم نے میرے واسطے روٹی نہیں رکھی۔

ان اکابر کے حالات سے سبق لینا چاہئے کہ دنیا کی زندگی چاہے جتنی بھی زیادہ ہو جائے، بہر حال ختم ہونے والی ہے، موت سے کسی کو چارہ نہیں ہے اور آخرت کی زندگی دائمی ہے، کبھی ختم ہونے والی نہیں، سمجھدار عقل مند کا کام ہے کہ دائمی زندگی کے لئے جو کچھ کرسکتا ہو کرلے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ خدا کی قسم میں تم لوگوں پر فقر کا اندیشہ نہیں کرتا، مجھے اس کا اندیشہ ہے کہ دنیا تم پر پھیل جائے گی جیسا کہ تم سے پہلوں پر پھیل چکی ہے اور تم اس میں دل لگا بیٹھو گے جیسا کہ وہ لوگ لگا بیٹھے تھے اور یہ دنیا تم کو بھی ایسے ہی ہلاک کردے گی جیسے ان لوگوں کو ہلاک کیا ہے (مشکوٰۃ، بروایت شیخین) ان حضرات اکابر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کو دل میں جگہ دے رکھی تھی اور ان پر عمل کر کے دکھلایا، ہم لوگوں کو نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کی توفیق، نہ ان اکابر جن کے ہر قول وفعل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، کے اتباع کی امنگ اور شوق فالی اللہ المشتکیٰ۔ (ماہنامہ مظاہر علوم، جون ۲۰۲۲ء)

نیکی میں سبقت: حضرت عمرؓ اس تلاش میں رہا کرتے تھے کہ کوئی محتاج ہو تو اس کی خدمت کریں، چنانچہ انہیں ایک اندھی بڑھیا نظر آئی، انہوں نے اس کی دیکھ بھال شروع کردی، ایک بار حضرت عمرؓ اس بڑھیا کی خدمت کرنے گئے تو معلوم ہوا کہ کوئی اور شخص یہ خدمت سرانجام دے گیا، حضرت عمرؓ حیران ہوئے اور سوچتے رہے یہ شخص کون ہوسکتا ہے، حضرت عمرؓ کو اس بارے میں بہت تشویش رہی، وہ دوسری رات معمول کے وقت سے پہلے چلے آئے مگر پھر معلوم ہوا کہ وہ شخص بڑھیا کی خدمت کر کے چلا گیا ہے، حضرت عمرؓ ایک رات بہت جلد آئے تو دیکھا کہ یہ پراسرار شخص خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے، خدا کا شکر ادا کیا کہ صرف خلیفہ ہی ان سے سبقت لے گئے کوئی اور نہ تھا۔

رعایا کا حق آزادی: شمالی افریقہ کے فاتح حضرت عمرو بن العاص کو حضرت عمرؓ نے مصر کا گورنر بنا کر بھیجا، ملک مصر کو ایک عرصہ تک رومیوں نے پاؤں تلے روندا تھا اور ایک مدت کے بعد ان کو مسلمانوں کے تحت ایک منصفانہ اور پرامن حکومت میسر آئی تھی، عمرو بن العاص کا ایک بیٹا تھا جو بڑا متکبر تھا، بازاروں میں اس شان سے سواری پر جاتا جیسے وائسرائے کا بیٹا ہونے کی داد چاہتا ہے، اس لڑکے نے ایک مصری کو زدوکوب کیا، مصری بیچارہ مارے خوف کے چپ رہا، اس مصری کو کہیں مدینہ جانے کا اتفاق ہوگیا، وہاں اس نے حضرت عمرؓ کے انصاف اور دادرسی کے واقعات سنے، جرأت کر کے خلیفہ کے روبرو پیش ہوگیا اور گورنر کے بیٹے کے خلاف شکایت کردی، ملزم کو فوراً مدینے طلب کیا گیا، وہ حاضر ہوا، خلیفہ نے تحقیقات کی، جرم ثابت ہوا، خلیفہ نے شکایت کنندہ کو حکم دیا کہ وہ مجرم کو اتنا زدوکوب کرے جتنا اس نے اس کو کیا تھا، اس نے تعمیل کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''رعایا حکام کی غلام نہیں ہے وہ اسی طرح آزاد ہے جیسے وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے''۔

Scanned with CamScanner

حضور اکرمؐ کے بچپن کے واقعات

محمد اسحاق ملتانی

جب آپ کی عمر دس سال سے کچھ زیادہ تھی تو آپ نے اپنے چچا کے ساتھ یمن کا سفر کیا۔ ایک وادی کے پاس پہنچے جہاں ایک طاقتور مست اونٹ کھڑا تھا جو گذرنے والوں کو روکتا تھا۔ جب اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بیٹھ گیا اور اپنا سینہ زمین سے رگڑنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ سے اترے اور اس اونٹ پر سوار ہوئے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ وادی پار کر لی اور اس کو چھوڑ دیا۔ جب واپس تشریف لائے تو راستے میں دوسری وادی آئی جو پانی سے بھری ہوئی تھی اور پانی پورے زور وشور سے بہہ رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پیچھے آؤ پھر آپ اس میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس پانی کو خشک کر دیا۔ جب مکہ پہنچ گئے تو لوگوں نے یہ واقعات بھی بیان کئے تو سب لوگ کہنے لگے: اس بچہ کی عجیب شان ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین: ۸۹۱)

شق صدر کا واقعہ: حضرت خالد بن معدان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں اپنے بارے میں بتلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں میں اپنے آباء ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ جب میری والدہ نے مجھے اپنے پیٹ میں اٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ اس سے ایک نور نکلا ہے جس سے شام کے محل نظر آنے لگے اور میں قبیلہ بنی سعد بن بکر میں دودھ پیا ہے۔ ایک دفعہ میں اپنے بھیڑ بکریوں کے گلہ میں کھڑا تھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے جن کے کپڑے سفید تھے، ان کے پاس سونے کا ایک طشت تھا جو برف سے بھرا ہوا تھا، انہوں نے مجھے لٹایا اور میرے پیٹ کو چیرا پھر انہوں نے میرے دل کو باہر نکال کر اسے چیرا اور اس میں سے سیاہ لوتھڑا نکال دیا پھر انہوں نے میرے دل اور پیٹ کو اسی برف سے دھویا یہاں تک کہ انہوں نے میرے دل کو واپس پیٹ میں رکھ کر ویسا ہی صحیح کر دیا جیسا کہ پہلے تھا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اس کی امت کے دس آدمیوں سے اس کا وزن کر اس نے سو سے مجھے تولا تو میرا وزن زیادہ ہوا پھر کہا ہزار سے وزن کر اس نے ہزار سے میرا وزن کیا تو میں وزنی ہو گیا پھر کہا چھوڑا، اگر تو پوری امت کے مقابلہ میں اس کو وزن کرے گا تو بھی اس کا وزن زیادہ ہوگا۔ (البدایہ والنھایہ)

بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم شان: حضرت آمنہ کی وفات کے بعد جب آپ اپنے دادا حضرت عبد المطلب کی دیکھ بھال میں تھے اس وقت کا واقعہ ہے کہ کعبۃ اللہ کے سایہ میں حضرت عبد المطلب کے لئے مسند بچھائی جاتی تھی اور ان کے سارے بیٹے اس کے اردگرد بیٹھ جاتے اور کوئی بھی مسند کے اوپر نہ بیٹھتا پھر حضرت عبد المطلب تشریف لاتے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لاتے تو مسند کے اوپر بیٹھ جاتے حالانکہ آپ اس وقت بہت چھوٹے تھے۔ تو آپ کے چچا آپ کو مسند سے ہٹانے لگتے، حضرت عبد المطلب جب یہ دیکھتے تو اپنے بیٹوں سے کہتے اس کو کچھ نہ کرو، میرے بیٹے کو کچھ نہ کہو، اللہ کی قسم! اس کی بہت بڑی شان ہوگی، تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھا لیتے اور آپ کی پیٹھ پر شفقت ومحبت سے ہاتھ پھیرتے اور آپ کو دیکھ کر خوش ہوتے۔ (البدایۃ والنھایۃ: ۱۸۲/۲) اس واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظم شان بچپن ہی سے ظاہر وواضح تھی۔

بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت: جب حضرت عبد المطلب کی وفات ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی حضرت ابو طالب کے حوالے ہوئی۔ حضرت ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتے تھے، اپنے بیٹوں سے بھی ایسی محبت نہ کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ سلاتے، جہاں جاتے ساتھ لے جاتے اور آپ سے ابو طالب نے ایسی محبت کی کہ کسی چیز سے ایسی محبت نہ کرتے تھے۔ کھانے میں آپ کا خاص خیال رکھا جاتا، جب ابو طالب کے گھر والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تو سیر ہوتے اور کھانا ضرورت پوری کرتا، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ کھاتے تو سیر نہ ہوتے، جب گھر والوں کو کھانا ہوتا ابو طالب سب سے کہتے رُکے رہوتا کہ میرا بیٹا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آجائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے، ابو طالب کہتے: اے محمد! تم تو برکت والے ہو۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲/۲۷۲، حجۃ اللہ علی العالمین؛ ۶۹۱)

فال والے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا ظاہر ہونا: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ قبیلۂ لہب کا ایک آدمی فال نکالنے والا تھا۔ جب وہ مکہ آتا تو قریش اپنے لڑکوں کو اس کے پاس لے جاتے۔ وہ ان کو دیکھ کر ان لڑکوں کے بارے میں انہیں فال دیتا تھا۔ زبیر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ابو طالب کے ہمراہ باقی لڑکوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے جب کہ آپ ابھی لڑکے تھے۔ اس فال والے نے ایک نظر آپ کو دیکھا، پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ جب فارغ ہوا تو کہنے لگا اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ۔ جب ابو طالب نے اس کے حرص کو دیکھا تو آپ کو وہاں سے دور کر دیا اور وہ فال والا پکارنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ! اس لڑکے کو میرے پاس لے آؤ جسے میں نے ابھی دیکھا تھا۔ اللہ کی قسم ضرور اس لڑکے کی عظیم شان ہوگی اور ابو طالب آپ کو لے کر چلے گئے۔ (البدایۃ والنھایۃ ۲/ (۳۸۲)، یہ فال و شگون وغیرہ مشرکین کی رسم اور توہم تھا۔ اسلام میں اس کی کوئی حقیقت واہمیت نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انصاف: آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہ کا دودھ پیتے تھے اور بایاں حضرت حلیمہؓ کے بیٹے کے لئے چھوڑ دیتے تھے اور اس کو منہ بھی نہ لگاتے تھے۔ (نشر الطیب ص: ۳۲) محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد طفولیت کے یہ چند واقعات اس لئے ذکر کئے گئے تاکہ امت کے ایمان میں تازگی و پائداری آئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچپن سے ہی اخلاق وعمل کے بلند معیار پر فائز تھے۔

سچا انسان ہی سچا مسلمان ہوتا ہے

کفیل احمد ندوی

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچ کو لازم پکڑلو۔ درحقیقت سچائی نیکی کی ہدایت کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور انسان برابر سچ بولتا ہے اور سچ کا طالب رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک سچا قرار پاتا ہے۔ سچائی یہ ہے کہ آدمی کی معلومات اور بیان میں تضاد نہ ہو، آدمی جس چیز کی معلومات رکھتا ہو اور جو کچھ جانتا ہو وہی بولے، اپنی معلومات اور جانکاری کے برعکس بولنا کذب ہے۔ کذب سچائی کی ضد ہے۔ ایک مسلمان ہمیشہ سچ بولتا ہے، سچ بولنا اس کے لئے صرف ایک پالیسی نہیں؛ بلکہ اس کا دین ہے۔ سچائی انسان کو مختلف آفات و پریشانیوں سے نجات دیتی ہے، سچائی کا تعلق دل سے ہے اور نیک طبیعت وصاف دل انسان ہمیشہ سچ بولتا ہے۔

سچائی انسان کو ہمیشہ سکون واطمینان جیسی دولت سے نوازتی ہے۔ سچا انسان ہمیشہ خوش رہتا ہے، عوام میں اسے مقبولیت ملتی ہے، لوگ اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کی کہی باتوں پر اعتماد کرتے ہیں، سچا انسان معاشرہ کے لئے نعمت ہے۔ اس نعمت سے ہر شخص مستفید ہوتا ہے۔ دوسروں کو نصیحت ملتی ہے۔ سچی بات اور درست معلومات کا اظہار کرنا اس کی گواہی دینا اور سچے کی تصدیق کرنا ایمان کا جزو ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''نیکی اور بھلائی پر مدد کر'' سچائی اور سچی بات کی توثیق کرنا ایمانی فریضہ ہے۔

سچائی انسان کو مختلف برائیوں سے بچاتی ہے۔ سچا انسان ہی اصلاً صاحب ایمان ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ صحابۂ کرامؓ نے آپؐ سے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول! کیا مسلمان بزدل ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں! آپ سے پوچھا گیا۔ کیا مسلمان بخیل ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ آپؐ سے پوچھا گیا۔ کیا مسلمان جھوٹا ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔''

جھوٹ بولنا، اپنی درست معلومات کو چھپانا اور اپنی جانکاری کے برعکس بیان دینا ایک مسلمان کی صفت نہیں ہے۔ مسلمان ایک بااصول آدمی ہوتا ہے اور کسی ایک اصول آدمی کے لئے مناسب ہے کہ جب بولے تو سچ بولے۔ اپنی جانکاری کے موافق حقیقت بیانی سے کام لے۔ ایک مسلمان کا بزدل اور بخیل ہونا داخل امکان ہے لیکن جھوٹا ہونا خارج از امکان ہے۔

جھوٹ ہر حال میں جھوٹ ہے، ساتھیوں کو ہنسانے کے لئے، تفریح طبع اور مزاح کے لئے غلط بیانی سے کام لینا اور جھوٹ بول کر محفل گرم کرنا۔ یہ بھی غیر پسندیدہ کام ہے۔ حدیث میں آتا ہے: ''جو شخص لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹی بات کہتا ہے وہ برباد ہوا۔''

صداقت ہزاروں امراض کی دوا ہے۔ سچا انسان ہی سچا مسلمان ہوتا ہے۔ صادق القول سماج کے لئے راحت اور امن وآشتی کا پیغامبر ہے وہی انسان خدا کی نافرمانی سے ڈرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو رائج کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اس کے لئے دنیا وآخرت کی بیش بہا نعمتیں ہیں۔ جنت اور اس کے باغات کی بشارت ہے، قرآن شریف میں ارشاد باری ہے کہ: ''آج وہ دن ہے کہ راست بازوں کو ان کی سچائی فائدہ دے گی۔ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ ابدالآباد اس میں بستے رہیں گے۔ خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔'' (مائدہ: 119)

قرآن شریف میں اللہ کا فرمان ہے۔ ''مومنو! اللہ کا خوف رکھو اور سچوں کے ساتھ رہو (سورۃ التوبہ۔ 119) یہ آیت متعلق ہے ان تین صحابہؓ سے جو غزوہ تبوک میں غفلت اور سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور غزوہ میں شرکت نہ کر سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ سے لوٹے تو متخلفین کو بلایا اور ان میں سے ہر ایک سے عدم شرکت کے اسباب دریافت کئے۔ منافقین نے دروغ بیانی سے کام لیا اور ان کا جھوٹ چھپ نہ سکا۔ مسلمانوں نے صداقت کا سہارا لیا اور صاف صاف صورت حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دی۔ اس سچائی نے انہیں نجات بخشی۔ اور اسی سچائی کے نتیجہ میں ان کی مقبولیت کی یہ داستان قیامت تک قرآن مجید میں دہرائی جاتی رہے گی۔

Scanned with CamScanner

اسلامی علمی تحریک کی پانچ خصوصیات

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

اسلامی تعلیمات کے زیر اثر مسلم علماء کی محنت کی بدولت جو علمی تحریک بر پا ہوئی، اس کی خصوصیات میں پانچ خصوصیات بہت نمایاں ہیں، جن کی طرف ہم یہاں صرف اشارے کریں گے۔

(۱) عالمیت وانسانیت: اس تحریک کی پہلی خصوصیت اس کی آفاقیت اور نسل انسانی سے اس کا عمومی تعلق ہے، کیونکہ علم اسلام میں جملہ اقوام وقبائل نسلوں اور خاندانوں اور تمام ملکوں کا ایک عمومی حق اور دولت مشترکہ ہے، اور اس میں یہود کے بنی لاوی اور ہنود کے برہمنوں جیسا مخصوص حق کسی کو نہیں دیا گیا ہے، چنانچہ اسلام کی علمی برادری میں کسی قوم ونسل کو دوسری قوموں اور نسلوں کے مقابلے میں کوئی امتیاز نہیں دیا گیا ہے، اور اس میں نسل وخون سے زیادہ ذوق وشوق، حسن قبول وحسن طلب قدردانی اور جہد واجتہاد میں تفوق کو ترجیح دی گئی ہے، حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ: ''اگر علم ثریا کی بلندی پر بھی ہوتا تو اسے اہل فارس میں سے کچھ لوگ حاصل کر لیتے''۔ اس کی تاریخی شہادت نابغہ عرب علامہ ابن خلدون (م ۸۰۸ھ) نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں یہ کہہ کر دی ہے کہ: ''یہ عجیب واقعہ ہے کہ ملت اسلامیہ کے اکثر اہل علم عجمی ہیں، علوم شرعیہ میں بھی اور علوم عقلیہ میں بھی، سوائے معدودے چند کے سب عجمی ہیں، حالانکہ یہ ملت عربی ہے اور صاحب شریعت بھی عرب ہیں)۔

(۲) عوامیت وعمومیت: اسلام کی علمی تحریک کی دوسری خصوصیت اس کی عوامیت وعمومیت ہے، اس لیے کہ وہ عوامی کوششوں اور مسلمانوں کی علمی قدردانی اور اس کی ضرورت کے احساس اور کتاب وسنت میں اس کے فضائل اور اس پر اجر وثواب کے وعدے اور جہالت کی مذمت اور وعید پر یقین کے نتیجے میں برپا ہوئی، اور مسلمانوں نے ہر زمانے میں تحصیل علم میں ایک خاص سرگرمی اور ذوق وشوق دکھایا اور عالم اسلام میں مسلمانوں کی قدردانی اور مالی اور تعلیمی حلقے قائم ہوئے، جب کہ سرکاری طور پر صرف چند مدارس (نظامیہ بغداد ونیشاپور کی طرح) مسلم دار الحکومت اور بڑے شہروں میں قائم ہوئے، مگر اس کے برعکس علماء کی رضاکارانہ محنت اور زاہد وقناعت پسند اساتذہ کی بدولت علم گھر گھر پھیل گیا، جنہوں نے حکومت کے مناصب ووظائف اور امراء واغنیاء کی سرپرستی سے بے نیاز ہوکر بقدر کفایت معاوضہ اور قوت لایموت پر قناعت کی، تاریخ نے اس سلسلے کی ایسی حیرت انگیز حکایات نقل کی ہیں کہ اگر راوی ثقہ اور روایات مشہور نہ ہوتیں اور علماء راسخین کے ایمان واحتساب کی قوت اور ایثار وقربانی کے جذبات کا یقین نہ ہوتا تو ان پر یقین نہ آتا۔

یہاں مثال کے طور پر ایک واقعہ کا ذکر کافی ہوگا، جس کا تعلق امام دار الحکومت مالک بن انس اور عباسی خلیفہ ہارون رشید سے ہے (جو خلیفۃ المسلمین اور اپنے وقت کا سب سے بڑا حکمراں تھا) امام مالک کو ہارون رشید نے ان سے موطا پڑھنے کے لیے طلب کیا تو امام مالک نے جواب دیا کہ: ''علم کے پاس جایا جاتا ہے وہ کسی کے پاس نہیں آتا'' یہ سن کر ہارون رشید امام مالک کے ہمراہ ان سے موطا سننے کے لیے ان کے گھر گئے، جہاں انہوں نے ان کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا، پڑھتے وقت ہارون رشید نے ان سے کہا کہ اور لوگ باہر چلے جائیں تاکہ میں تنہا آپ سے پڑھوں، اس پر امام مالک نے فرمایا: ''جب خواص کو علم دیا جاتا اور عوام کو اس سے محروم کیا جاتا ہے تو اللہ تعالی اس سے خواص کو بھی نفع نہیں دیتے، اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ: ''اے امیر المؤمنین ہم نے اپنے شہر کے اہل علم کو دیکھا ہے کہ وہ تواضع پسند کرتے ہیں، یہ سن کر ہارون رشید مسند سے نیچے اتر آیا اور ان کے سامنے بیٹھ کر موطا کی سماعت کی''۔

مسلمانوں کی علمی تحریک ایک عوامی تحریک تھی، جس سے ہر طبقے اور ہر سطح کے لوگ مستفید ہوتے تھے، تعلیم معاشرے کی عام دلچسپی کی چیز اور ایک ایسا شوق بن گئی جس سے اہل حرفہ اور پیشہ ور عوام بھی دلچسپی لیتے تھے، اسٹینلی لین پول تاریخ عالم میں لکھتا ہے کہ: ''خلیفہ سے لے کر کاریگر تک ہر مسلمان گویا حصول علم کے شوق اور سیاحت کا دیوانہ ہوگیا تھا، یہ سب سے بڑی خدمت تھی جو اسلام نے عمومی تہذیب کے لیے انجام دی، ہر خطہ سے بغداد جیسے مرکز علم کی جانب علم کے طالبین امنڈ پڑے، اور پھر یہی حال علم وادب کے دوسرے مراکز کا ہوگیا، یہ حالت اس سے مشابہ تھی جو بعد میں یونیورسٹیوں کی جانب مغربی اہل علم کے سیلاب میں نظر آتی ہے، لیکن وہ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز تھی، مسجدیں جو اسلام کی جامعات تھیں (اور اب بھی ہیں) ان طلبہ کے ہجوم سے بھر گئیں، جو علوم دینیہ، فقہ، فلسفہ، طب اور ریاضیات پر علماء کے درس سننے کے لیے آیا کرتے تھے، درس دینے والے علماء عربی بولنے والے مختلف ممالک سے تعلق رکھتے تھے، اور اپنی مرضی سے درس دیا کرتے تھے، نہ انہیں سند کی ضرورت تھی، نہ مشاہرہ کی، نہ ان کے اوپر کوئی نگرانی تھی، اگر وہ لائق وقابل ہوتے تو ان کے درس میں شرکت کرنے والوں کا یقینی طور پر بڑا مجمع ہو جاتا تھا، ان کی قدر ومنزلت ان کی قابلیت کی بنا پر کی جاتی، اور انہیں کچھ امداد رضاکارانہ طور پر مگر قلیل معاوضے سے کی جاتی تھی''۔

اس نظام تعلیم کی طاقتور روح اور کارفرما جذبہ تعلیم وتدریس سے رضائے الہی کی طلب اور اس کو عبادت ہونے کا عقیدہ تھا، یہ روح اسلام اور مسلمانوں کی طویل علمی وتعلیمی تاریخ اور اس کے زیر اثر وسیع رقبے میں عرصہ تک کارفرما رہی اور اس کے محیر العقول نمونے وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہے، یہاں، دور اخیر (تیرہویں صدی ہجری انیسویں صدی عیسوی کا جب مغربی تہذیب اور نظام تعلیم اثر انداز ہو چکے تھے، ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے، جس سے ایمان واحتساب کی اس دینی کیفیت کا اندازہ ہوسکتا ہے، جو علمائے اسلام میں کارفرما تھی: ''مولانا عبدالرحیم صاحب (م ۱۲۳۴ء) رام پور میں درس دیتے تھے، روہیل کھنڈ کے انگریز حاکم مسٹر ہاکنس نے ان کو بریلی کالج کی تدریس کے لیے ڈھائی سو روپیہ مشاہرہ کی (جو ۵۷ء) سے پہلے وہ حیثیت رکھتا تھا جو اس وقت ہزار بارہ سو کی بھی نہیں، پیش کش کی اور وعدہ کیا کہ تھوڑی مدت میں اس مشاہرہ میں اضافہ اور ترقی ہو جائے گی، انہوں نے عذر کیا کہ ریاست سے ان کو دس روپے ماہوار ملتے ہیں، وہ بند ہو جائیں گے، ہاکنس نے کہا کہ میں تو اس وظیفہ سے پچیس گنا پیش کرتا ہوں، اس کے مقابلہ میں اس حقیر رقم کی کیا حیثیت ہے؟ انہوں نے عذر کیا کہ میرے گھر میں بیری کا ایک درخت ہے، اس کی بیری بہت میٹھی اور مجھے مرغوب ہے، بریلی میں وہ بیری کھانے کو نہیں ملے گی، ظاہر ہے انگریز اب بھی ان کے دل کی بات نہیں پا سکا، اس نے کہا کہ رام پور سے بیری کے آنے کا انتظام ہوسکتا ہے، آپ بریلی میں گھر بیٹھے اپنے درخت کی بیری کھا سکتے ہیں، مولانا نے فرمایا کہ ایک بات یہ بھی ہے کہ میرے طالب علم جو رام پور میں درس لیتے ہیں ان کا درس بند ہو جائے گا، اور میں ان کی خدمت سے محروم ہو جاؤں گا، انگریز کی منطق نے اب بھی ہار نہیں مانی، اس نے کہا کہ میں ان کے وظائف مقرر کرتا ہوں تاکہ وہ بریلی میں آپ سے اپنی تعلیم جاری رکھیں، اور اپنی تکمیل کریں، آخر اس مسلمان عالم نے اپنی کمان کا آخری تیر چھوڑا جس کا انگریز کے پاس کوئی جواب نہ تھا، مولانا نے فرمایا کہ یہ سب صحیح ہے، لیکن تعلیم پر اجرت لینے کے متعلق میں قیامت میں اللہ کو کیا جواب دوں گا''۔

(۳) حرکیت: تاریخ اسلام اور عالم اسلام کی علمی تحریک کی ایک خصوصیت وہ حرکیت تھی، جو حصول علم، مطالعہ وتحقیق میں وسعت واختصاص، حدیث صحیح سند عالی، لسانی ولغوی جستجو وتحقیق اور پھر مختلف ملکوں میں احکام شرعیہ اور علوم دینیہ کی اشاعت کی راہ میں محنت ومشقت اور قطع مسافت کی شکل میں ظاہر ہوئی، تاریخ وتراجم کی کتابیں اس کی دلکش مثالوں اور حیرت انگیز نمونوں سے پر ہیں، خصوصاً محدثین کے حالات اور حدیث کی جمع وتدوین کے سلسلے میں لکھی جانے والی کتابیں، اس سلسلہ میں مشہور فلسفی مورخ ابن خلدون کے شہرہ آفاق مقدمہ کا یہ اقتباس اس کی اہمیت اور علمائے اسلام کے طرز فکر کو ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے، ابن خلدون علم کی خاطر ترک وطن اور مشائخ زمانہ سے ملاقات تعلیم پر چار چاند لگاتی ہے'' کے عنوان کے تحت لکھتا ہے: ''اس کا سبب یہ ہے کہ انسان علوم واخلاق یا مذاہب وفضائل بھی تعلیم وتعلم کے ذریعہ حاصل کرتا ہے، اور کبھی صحبت ودوبدو کلام سے، لیکن جو چیز صحبت وتلقین سے حاصل ہوتی ہے، وہ طبیعت میں پختہ طریقہ سے بیٹھتی ہے، اور دل میں زیادہ گھر کرتی ہے، اب جس قدر اساتذہ کی تعداد بڑھتی ہے، اسی قدر ملکات کا حصول بیشتر وراسخ ہوتا ہے، پھر تعلیمی اصطلاحات گوناگوں ومختلف ہیں، حتی کہ متعلم کو دھوکا لگتا ہے کہ یہ اصطلاحات علم کا جزء ہیں، اور جب وہ متعدد مشائخ سے ملاقات حاصل کرتا ہے، اور ان کے رنگ برنگ طرق واسالیب تعلیم سے واقف ہوتا ہے، تو اس کی آنکھیں کھلتی ہیں، اور اب اصطلاحات میں تمیز کرنے لگتا ہے، اور ان کو علم سے جدا جاننے لگتا ہے، وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ اصطلاحات محض تعلیم کے طرق ووسائل ہیں، جو اساتذہ روزگار نے اختیار کر لیے ہیں، اور ان کی تکمیل کا ذریعہ بنایا ہے، بس اس سے زائد اس کی کوئی حقیقت نہیں، غرض ان باتوں کے جاننے اور اصطلاحات میں فرق کرنے سے متعلم کے ملکات، مصفی اور مستحکم ہو جاتے ہیں، اور علم وہدایت کے راستے اس پر کھل جاتے ہیں، لہٰذا انہیں فوائد ومصالح مذکورہ کے پیش نظر طلب علم میں مشائخ عظام کی خدمت میں حاضری وموجودگی لازمی ہے، اور اس راہ میں سفر اختیار کرنا لابدی''۔

(۴) عزیمت وجواں مردی: علمائے اسلام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہے، اسلامی حکومتوں اور معاشروں کے انحراف اور تخریبی سازشوں کے مقابلے پر سینہ سپر رہنے، وقت پڑنے پر جہاد وقتال، آزادی وطن اور بیرونی طاقتوں اور اسلام دشمن حکومتوں سے مقابلے کی قیادت کی شکل میں اپنی عالی ہمتی، اور جواں مردی کے لیے ممتاز رہے ہیں، چنانچہ جہاد واجتہاد اور عصر اول سے آج تک کی تجدیدی واصلاحی تحریکات کی تاریخ کا محقق اس کے طویل عرصے میں (جو تقریباً مسلسل ہے) اس کے ہر صفحے پر قیادت ومرکزیت کے مقام پر کسی نہ کسی عالم دین کو دیکھتا ہے، جو اس انقلابی فکر وتحریک کا منبع ومصدر اور ابتدا وانتہا ہے۔ تیرہویں چودھویں صدی ہجری اور انیسویں بیسویں صدی عیسوی میں رباط ومراکش سے لے کر انڈونیشیا وملیشیا تک اور مصر وشام سے لے کر ہندوستان تک جتنے ملکوں میں بیرونی قبضہ واقتدار کے خلاف علم جہاد بلند کیا گیا، اور آزادی اور استخلاص وطن کی جنگ لڑی گئی، اس کی قیادت یا تو تمام تر علماء دین کے ہاتھوں میں رہی، یا وہ قیادت کی صفوں میں نمایاں وممتاز اور مؤثر وکارفرما ہے، اس تاریخی حقیقت کے جائزے اور اس کی نمایاں شخصیتوں کو پیش کرنے کے لیے ایک مستقل ضخیم کتاب درکار ہے، جو ایک وسیع النظر، انصاف پسند اور جفاکش مؤرخ ومصنف کی منتظر ہے، اس سلسلہ میں الجزائر اور برصغیر ہند میں خاص مماثلت ہے کہ دونوں جگہ مسلمانوں میں آزادی کی تحریک کی جدوجہد قیادت خالصۃً نامور ومسلم الثبوت علماء نے کی۔

(۵) علم نافع پر خصوصی توجہ اور زور: اسلام کی علمی تحریک کی پانچویں خصوصیت اس کا علم نافع پر زور دینا ہے، جو ہدایت کا حامل، نجات کا ضامن، آخرت میں مفید ہو، اور وہ ایسا علم ہے، جس پر انسان کی سعادت ونجات موقوف ہے، اس کے ذریعہ سے وہ اپنے اور اس کائنات کے خالق ومالک اور اس دنیا کے چلانے والے کی ذات وصفات عالیہ کی معرفت صحیح حاصل کرتا ہے، اور اپنے اور اس کے درمیان رابطہ وتعلق کو سمجھتا ہے، اور اس کی رضامندی وناراضگی، اور آخرت میں اپنی سعادت وشقاوت کے اسباب کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں اور گروہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جو نجات وسعادت کے ضامن اور معرفت صحیحہ کے حامل علم سے محروم ہیں، اور ان کا سرمایۂ حیات وہ علم ہے، جو اس راہ میں قطعاً مفید نہیں، بلکہ اکثر اوقات رہزن ثابت ہوتا ہے: ''یہ تو دنیا کی ظاہری زندگی ہی کو جانتے ہیں اور آخرت کی طرف سے غافل ہیں''۔ (سورہ روم:۷) اور فرماتے ہیں: ''بلکہ آخرت (کے بارے) میں ان کا علم منتہی ہو چکا ہے؛ بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں، بلکہ اس سے اندھے ہو رہے ہیں''۔ (سورہ نمل:٦٦) دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں، وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں، وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کے سامنے جانے سے انکار کر دیا، تو ان کے اعمال ضائع ہو گئے، اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے''۔ (سورہ کہف:۱۰۳۔۱۰۵) حدیث شریف میں دعا مانگی گئی ہے: **اللهم إني أعوذ بك من علم لا ينفع ومن قلب لا يخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعوة لا يستجاب لها** (اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جس میں تیراڈر نہ ہو اور ایسے نفس سے جو آسودہ ہونا جانتا نہ ہو، اور ایسی دعوت سے جو قبولیت سے سرفراز نہ ہو)۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی نالندوی

بنگلہ دیش: شیخ حسینہ کی پارٹی کے اسٹوڈنٹ ونگ پر پابندی عائد

شیخ حسینہ اگست میں اس وقت ملک سے فرار ہوگئیں جب ہزاروں افراد نے ان کی سرکاری رہائش گاہ کا محاصرہ کرلیا،اس کے ساتھ ہی ان کا 15 سالہ دور اقتدار بھی ختم ہوگیا جس میں بڑے پیمانے پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں دیکھنے میں آئیں،شیخ حسینہ کی عوامی لیگ پارٹی کے طلبہ ونگ پر ان کی سخت گیر حکمرانی کو آگے بڑھانے کا الزام لگایا گیا ہے،جس میں ان کے سیاسی مخالفین کی بڑے پیمانے پر حراست اور ماورائے عدالت قتل دیکھنے میں آئے،خبر رساں ادارے اے ایف پی نے اپنی رپورٹ میں ایک سرکاری بیان کا حوالہ دیتے ہوئے کہا" بنگلہ دیش کی حکومت نے انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت بنگلہ دیش عوامی لیگ کے طلبہ ونگ ''**بنگلہ دیش چھاتر لیگ**'' پر پابندی عائد کردی ہے۔"،ایک حکومتی نوٹیفکیشن کے مطابق عوامی لیگ کے طلبہ ونگ چھاتر لیگ کو پارٹی کی گزشتہ تین میعادوں کے دوران متعدد الزامات کا سامنا کرنا پڑا، ان میں " قتل، ایذا رسانی، ٹارچر اور بہت سی دوسری سرگرمیاں جو عوامی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں" کے الزامات شامل ہیں،نوٹس میں کہا گیا ہے کہ چھاتر لیگ پر 2009ء کے انسداد دہشت گردی قانون کی دفعات کے تحت فوری طور پر پابندی عائد کردی گئی ہے(ڈی ڈبلیو)

انقرہ کے قریب ترک ایرواسپیس فرم پر 'دہشت گردانہ' حملہ

انقرہ کے قریب ترکش ایرواسپیس انڈسٹریز (ٹوساس) کے صدر دفتر پر حملے میں پانچ افراد ہلاک اور 22 زخمی ہوئے ہیں، روس کے شہر کازان میں برکس سربراہی اجلاس میں شریک صدر رجب طیب ایردوآن نے کہا، "میں اس گھناؤنے دہشت گردی کے حملے کی مذمت کرتا ہوں۔" وزیر داخلہ علی یرلیکایا نے حملے کو "دہشت گردانہ حملہ" قرار دیتے ہوئے کہا کہ دو حملہ آور مارے گئے، انہوں نے سوشل میڈیا ایکس پر لکھا کہ "ترکش ایرواسپیس انڈسٹریز پر دہشت گردانہ حملہ کیا گیا ہے، بدقسمتی سے اس حملے میں لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں" اس واقعے کے بعد ترکی کی وزارت دفاع نے جمعرات کی صبح شام اور عراق میں کرد جنگجوؤں کے ٹھکانوں پر فضائی حملوں کا اعلان کیا، یہ حملہ اس وقت ہوا جب صدر اردوآن برکس سربراہی اجلاس میں شرکت کے لیے روس کے شہر کازان میں تھے(ڈی ڈبلیو)

لبنان میں 24 گھنٹوں کے دوران 125 اسرائیلی حملوں میں 63 افراد ہلاک، 234 زخمی

لبنان کی وزارت صحت نے اعلان کیا ہے کہ گذشتہ 24 گھنٹوں کے دوران لبنان پر اسرائیلی فضائی حملوں کے نتیجے میں 63 افراد ہلاک اور 234 زخمی ہوئے ہیں جس کے بعد واقعات کے آغاز سے اب تک ہلاکتوں کی مجموعی تعداد 2530 ہوگئی ہے؛ جب کہ 11803 زخمی ہوئے ہیں، لبنان کی قومی خبر رساں ایجنسی نے حکومتی ہنگامی کمیٹی کے کوآرڈینیٹر، وزیر ماحولیات ڈاکٹر ناصر یاسین کے حوالے سے بتایا ہے کہ گذشتہ 24 گھنٹوں کے دوران لبنان کے مختلف علاقوں میں 125 فضائی حملے ریکارڈ کیے گئے، جس کے بعد جارحیت کے آغاز سے اب تک مجموعی تعداد 10775 فضائی حملے کیے گئے ہیں، انہوں نے نشاندہی کی کہ بے گھر افراد کے لئے 1095 مراکز کھولے گئے ہیں، جن میں سے 908 اپنی زیادہ سے زیادہ گنجائش تک پہنچ چکے ہیں اور 191516 بے گھر افراد کو پناہ گاہوں میں رجسٹر کیا گیا ہے(وام)

مصر کی بیت لاہیہ کے رہائشی علاقے پر اسرائیلی قبضے کی مذمت

مصر نے شمالی غزہ کی پٹی میں واقع بیت لاہیہ کے رہائشی علاقے پر اسرائیلی قبضے اور بمباری کی شدید مذمت کی ہے جس کے نتیجے میں متعدد فلسطینی شہری ہلاک ہوئے ہیں، مصر نے غزہ کی پٹی میں اسرائیل کی جانب سے نہتے شہریوں کو نشانہ بنانے کی مذمت کی جس میں رہائشی علاقوں، اسپتالوں اور اسکولوں پر حملے بھی شامل ہیں، مصر کی وزارت خارجہ نے اتوار کے روز ایک بیان میں کہا ہے کہ فلسطینی شہریوں خاص طور پر خواتین اور بچوں کی جانوں کے ضیاع کا کوئی اخلاقی یا فوجی جواز نہیں ہے، مصر نے غزہ میں شہریوں کی مشکلات کو کم کرنے اور اسرائیل کے حملوں اور غیر جنگجوؤں کو ڈرانے دھمکانے کو روکنے کے لئے بین الاقوامی احتساب کے میکانزم کو فعال کرنے کی فوری ضرورت پر زور دیا، جو بین الاقوامی قانون اور انسانی قانون کے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی ہے، مصر نے سلامتی کونسل سے بین الاقوامی امن وسلامتی برقرار رکھنے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے مطالبے کا اعادہ کرتے ہوئے متنبہ کیا کہ اگر بین الاقوامی برادری اسرائیلی جارحیت کو روکنے کے لئے فوری مداخلت کرنے میں ناکام رہی تو اس کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے(وام نیوز)

معذور مسافروں سے بدسلوکی، ایئر لائن پر 13 ارب روپے سے زائد کا جرمانہ

امریکی حکومت نے معذور مسافروں کو وہیل چیئر کی امداد فراہم کرنے میں ناکامی اور پانچ سال کی مدت کے دوران ہزاروں وہیل چیئرز کو نقصان پہنچانے پر امریکن ایئرلائنز کو 13 ارب روپے سے زائد (پانچ کروڑ ڈالر) کا جرمانہ کیا ہے، امریکی نیوز ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس کے مطابق محکمہ ٹرانسپورٹیشن نے بدھ کو کہا کہ کچھ واقعات میں وہیل چیئر استعمال کرنے والے افراد زخمی ہوئے ہیں، امریکن ایئرلائنز نے کہا کہ اس نے وہیل چیئرز کی ہینڈلنگ کو بہتر بنانے کے لیے کافی سرمایہ کاری کی ہے، محکمہ ٹرانسپورٹ کی طرف سے ریکارڈ کیے گئے واقعات 2019 اور 2023 کے درمیان پیش آئے، تحقیقات کا آغاز امریکہ کے معذور سابق فوجیوں کی طرف سے امریکن ایئرلائنز کے خلاف دائر کردہ تین رسمی شکایات کے ذریعے کیا گیا تھا، تفتیش کاروں نے گذشتہ سال میامی انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر ایک واقعے کی ویڈیو بھی قبضے میں لی، ایئرلائن کے عملے نے سامان کے ریمپ سے نیچے ایک وہیل چیئر کو کھسکائی جو نیچے جا کر کنکریٹ سے جا ٹکرائی (بی بی سی)

تعلیم و روزگار

آئی ٹی بی پی میں کانسٹیبل (ڈرائیور) کی 545 بحالیاں ہوں گی

انڈو تبت بارڈر پولیس فورس (ITBP) کانسٹیبل (ڈرائیور) کے 545 اسامیوں پر بحالی کرے گی، یہ بحالیاں جنرل سینٹرل سروس، ''گروپ-سی نان گزیٹیڈ'' (غیر وزارتی) عارضی بنیادوں پر کی جائیں گی، جس کے مستقل ہونے کا امکان ہے، اس بحالی مہم میں صرف مرد امیدوار حصہ لینے کے اہل ہوں گے، اسامیوں کی تعداد میں حذف و اضافہ کیا جا سکتا ہے، امیدوار ویب سائٹ پر جا کر آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 06/نومبر 2024 ہے، درخواست کی فیس جنرل، او بی سی، EWS زمرہ کے لئے 100 روپے ہے، ST/SC زمرہ کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، ادائیگی پیمنٹ گیٹ وے کے ذریعے کرنی ہوگی، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 06/نومبر 2024، سرکاری ویب سائٹ: www.itbpolice.nic.in، ہیلپ لائن نمبر: 011-24369482 ای میل: comdtrect@itbp.gov.in

ایمس گورکھپور نے سینئر ریزیڈنٹ کے 144 اسامیوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے

آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز (ایمس) گورکھپور (اتر پردیش) نے سینئر ریزیڈنٹ کے 144 اسامیوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اس بحالی مہم کے تحت اینستھیزیا، اناٹومی، بائیوکیمسٹری، کارڈیالوجی وغیرہ کے شعبوں میں ایک سال کے لیے کنٹریکٹ کی بنیاد پر تقرریاں کی جائیں گی، اس کا اشتہار نمبر ہے AIIMS/GKP/RECT/SR/2024-25/48۔ اہل اور دلچسپی رکھنے والے امیدوار درخواست فارم کو پُر کریں اور اسے دستاویزات کے ساتھ ڈاک کے ذریعے ادارے کے مقررہ پتے پر بھیجیں، درخواستیں قبول کرنے کی آخری تاریخ 01 نومبر 2024 مقرر کی گئی ہے۔

درخواست کی فیس: 1,180 روپے ہے؛ البتہ درج فہرست ذات/ درج فہرست قبائل، خواتین اور معذور افراد کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، سرکاری ویب سائٹ: aiimsgorakhpur.edu.in، ہیلپ لائن نمبر: 0551-2205575

کونکن ریلوے آرگنائزیشن میں 190 اپرنٹس کی بحالی ہوگی

کونکن ریلوے کارپوریشن لمیٹڈ (KRCL) نے 190 اپرنٹس کی بحالی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اس کے لِ اہل امیدوار 02 نومبر 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس 100 روپے ہے جس کی ادائیگی آن لائن موڈ کے ذریعے کرنی ہوگی، ST/SC، اقلیتی، خواتین اور EWS زمروں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، مزید معلومات کے لئے سرکاری ویب سائٹ: konkanrailway.com پر جائیں۔

اپرنٹس کی 250 اسامیوں کے لیے اشتہار جاری

پٹیالہ ریلوے انجن فیکٹری، پٹیالہ (پنجاب) نے اپرنٹس کی 250 اسامیوں کے لیے اشتہار جاری کیا ہے، اس سلسلہ میں امیدواروں سے 6 نومبر 2024 تک آن لائن درخواست طلب کی ہے، درخواست کی فیس 100 روپے ہے؛ البتہ ST/SC زمرہ، خواتین کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، فیس کریڈٹ/ ڈیبٹ کارڈ وغیرہ کے ذریعے آن لائن ادائیگی کریں، مزید معلومات کے لئے سرکاری ویب سائٹ: www.plw.indianrailways.gov.in پر جائیں۔

سائنٹسٹ-بی کے 75 عہدوں پر ہوگی بحالی

نیشنل ٹیکنیکل ریسرچ آرگنائزیشن نے سائنٹسٹ-بی کی 75 اسامیوں پر بحالی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اس کے لئے اہل امیدواروں سے 8 نومبر 2024 تک آن لائن درخواست طلب کی گئی ہے، درخواست کی فیس 250 روپے، جس کی ادائیگی آن لائن موڈ کے ذریعے کرنی ہوگی، انتخاب گیٹ سکور/تحریری ٹیسٹ/انٹرویو کی بنیاد پر ہو گا، اس کی مزید معلومات اس ویب سائٹ: ntro.gov.in/welcome.do پر موجود ہے۔

ینگ پروفیشنلز کی آٹھ اسامیوں کے لیے درخواست مطلوب

سولر انرجی کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ کے ذریعہ ینگ پروفیشنلز کی آٹھ اسامیوں کے لیے درخواستیں طلب کی گئی ہیں، اس کے لئے آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 02 نومبر 2024 ہے مقرر ہے، اہل امیدوار مذکورہ تاریخ تک دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے، انتخاب تحریری امتحان/گروپ ڈسکشن اور انٹرویو کی بنیاد پر ہوگا، مزید معلومات کے لئے اس ویب سائٹ: www.seci.co.in پر جائیں۔

بائیوکیمسٹ انسٹی ٹیوٹ کی 13 اسامیوں کے لئے نوٹیفکیشن جاری

راجستھان پبلک سروس کمیشن، اجمیر نے بائیوکیمسٹ انسٹی ٹیوٹ کی 13 آسامیوں کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، خواہش مند اور اہل امیدواروں سے اس کے لئے 06 نومبر 2024 تک آن لائن درخواست مطلوب ہے، درخواست کی فیس زمرے کے لحاظ سے 400 سے 600 روپے ہے جو کہ آن لائن ادا کرنی ہوگی، مزید معلومات کے لئے دئے گئے ویب سائٹ: rpsc.rajasthan.gov.in یا ٹیلی فون نمبر: 0145-2635212/2635200 پر رابطہ کریں۔

Scanned with CamScanner

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

وقف ترمیمی بل 2024 آئین کے ذریعہ پیش کردہ ''آئیڈیا آف انڈیا'' کے خلاف: حضرت امیر شریعت

خانقاہ رحمانی میں تیسرے تحفظ اوقاف ورکشاپ میں جھارکھنڈ، اڈیشہ اور مغربی بنگال وغیرہ سے قضاۃ کی شرکت، حضرت امیر شریعت کا علمی محاضرہ

امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر نے خانقاہ رحمانی میں منعقدہ تیسرے سہ روزہ تحفظ اوقاف ورکشاپ میں شرکت کرنے والے قاضی حضرات کے سامنے مجوزہ وقف بل اور وقف ایکٹ 1995 کا موازنہ کرتے ہوئے وقف ترمیمی بل 2024 کے مضر اثرات کی تفصیل پیش کی۔ وقف بل پر تفصیلی گفتگو سے پہلے پس منظر کے طور پر آزادی کے وقت دنیا اور برصغیر کے حالات پیش کیا اور فرمایا کہ ''ہماری آئین ساز شخصیتوں نے اس وقت کی نزاکتوں کو سامنے رکھتے ہوئے بہترین آئین تیار کیا اور اونچے توقعات کے ساتھ آئندہ نسلوں کے حوالے کیا۔ اس لئے آئین میں ہر مذہبی اور ثقافتی گروہ کو اپنے مذہب اور اپنی ثقافت پر عمل کرنے کی آزادی دی گئی ہے اور ان کے اس حق کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ چنانچہ دفعہ 26 بی کے تحت ہر مذہبی گروہ کو اپنے مذہبی معاملات کو خود سے منظّم کرنے اور چلانے کا اختیار دیا ہے۔

حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ بھارت کا سیکولرازم فرانس کے سیکولرازم یعنی لادینیت کے ہم معنی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مطلب اتنا ہے کہ ریاست مذہبی طور پر غیر جانب دار رہے گی۔ اس کا اپنا کوئی مذہب نہیں ہوگا۔ البتہ شہریوں کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے اور مذہبی ادارے قائم کرنے اور چلانے کی آزادی ہوگی۔ لہذا جب حکومت ایک مذہب کی طرف دار بن کر دوسرے مذہبی گروہ کے خلاف تعصب برتنے لگے تو یہ واضح اشارہ ہے کہ حکومت آئینی سیکولرازم کے خلاف جا کر خلاف آئین پالیسی اختیار کر رہی ہے۔ ایسے وقت میں ہمارا فرض ہے کہ آئینی روح کی حفاظت کے لئے آگے آئیں۔

حضرت امیر شریعت نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے آرٹیکل 14 اور آرٹیکل 26 بی کی وضاحت کی اور فرمایا کہ بنیادی حقوق کے یہ دونوں آرٹیکل نہایت اہم ہیں اور حالیہ مجوزہ وقف ترمیمی بل کا تجزیہ ان دونوں آرٹیکل کے حوالے سے لینا بھی ضروری ہے۔ انہوں نے بہار ہندو ریلیجنس ٹرسٹ ایکٹ کی دفعہ 24 اور ذیلی دفعہ ایک کا حوالہ دیا جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی ایسا شخص ہندو ریلیجنس ٹرسٹ ایکٹ کا سپری انٹینڈ ینٹ بننے کا اہل نہیں ہے اگر وہ ہندو نہیں ہو۔ اور پندرہ سال کا تجربہ نہیں رکھتا ہو۔ آرٹیکل 14 اور 26 بی کا تقاضا ہے کہ اسی طرح مسلم وقف بورڈ کے سی ای او بھی صرف مسلمان کو ہونا چاہئے۔ چنانچہ وقف ایکٹ 1995 میں اس کا لحاظ رکھا گیا ہے؛ لیکن افسوس کہ مجوزہ بل میں اس شرط کو ہٹا کر آئین کے ان دونوں آرٹیکل کے برعکس راہ اختیار کی جا رہی ہے۔

حضرت امیر شریعت نے مزید فرمایا کہ نہ صرف یہ کہ سپری انٹینڈ ینٹ کے لئے یہ شرط ہے بلکہ دفعہ 9 کے تحت واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ایسے شخص کا بطور بورڈ ممبر بھی انتخاب یا تقرر نہیں ہوسکتا جو ہندو نہ ہو۔ واضح رہے کہ تقریباً تمام اسٹیٹ ہندو انڈومنٹ ایکٹس میں خواہ وہ کرناٹک کا ایکٹ ہو یا تمل ناڈو کا ہو، اس طرح کی شق موجود ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہی اصول موجودہ حکمراں جماعت کو وقف بورڈ کے لئے گوارہ کیوں نہیں۔ ایسی کون سی ضرورت پڑ گئی کہ حکومت اس کے خلاف راہ اپنانے پر مجبور ہوئی ہے اور بورڈ بنانے کے لئے ایسی تجویزیں رکھی گئی ہیں کہ اگر یہ بل ایکٹ بن گیا تو وقف بورڈ میں مسلمانوں کی نمائندگی گھٹ کر بہت کم ہوسکتی ہے۔ بے شک یہ مذہبی تفریق ہے۔ ایسے مذہبی تفریق کے خلاف سارے بھارتی شہریوں کو سامنے آنا چاہئے کہ یہ صرف وقف کی حفاظت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ آئین اور آئین کی روح کا مسئلہ ہے۔

حضرت امیر شریعت نے محاضرہ کے دوران انٹرنیٹ کے ذریعہ شرکا سے ملٹیپل چوائس سوالات پوچھے جس سے لوگ لطف اندوز بھی ہوتے رہے اور محاضر کو یہ پتہ بھی چلتا رہا کہ ان کا پریزینٹیشن مکمل طور پر شرکا کو سمجھ میں آرہا ہے۔ ورکشاپ کا آغاز جناب مولانا قاری احسان صاحب کی تلاوت کلام اللہ اور جناب مولانا منظر قاسمی رحمانی کی نعتیہ کلام سے ہوا۔ حضرت امیر شریعت کے محاضرہ سے قبل جناب مولانا جمیل احمد صاحب مظاہری ناظم تعلیمات جامعہ رحمانی مونگیر نے خانقاہ رحمانی کے وسیع خدمات کی تاریخ پر وقیع روشنی ڈالی۔

وقف ترمیمی بل آئین کی روح کے منافی اور مذہبی بنیاد پر تفریق کی کوشش

تحفظ اوقاف ورکشاپ میں آئین کی مختلف دفعات سے تقابل کرتے ہوئے بل کے مضر اثرات پر امیر شریعت کا محاضرہ

تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور کی طرف سے ماڑی پور میں واقع بینکویٹ ہال میں تحفظ اوقاف ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا، جس میں بطور محاضر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے سکریٹری اور بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی نے مجوزہ وقف ترمیمی بل 2024ء کے مختلف شقوں کا جائزہ لیتے ہوئے واضح کیا کہ یہ بل وقف بورڈ کے اختیارات کو محدود کرتے ہوئے اس کی طاقت کو کمزور کر رہا ہے اور یہ بل اگر ایکٹ بن گیا تو قانون سازی کے اہداف میں الجھاؤ پیدا کرے گا، وقف کی زمینوں پر ناجائز قبضے آسان ہو جائیں گے، انہوں نے بتایا کہ وقف ایکٹ 1995ء میں یہ وضاحت موجود ہے کہ وقف جائداد پر لاء آف لمیٹیشن نافذ نہیں ہوگا، یہ وضاحت قانون اوقاف پر ناجائز قبضے کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے یعنی کوئی شخص عدالت میں اگر یہ ثابت کردے کہ فلاں زمین بارہ سال سے اس کے تصرف میں ہے تو اس کو اس پر حق ملکیت حاصل ہوجائے گا یعنی وقف کی کچھ زمینیں وقف بائی یوز کے خاتمے کے نتیجے میں ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گی اور کچھ زمینیں لاء آف لمیٹیشن کے اطلاق کی وجہ سے نکل جائیں گی، حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ موجودہ بل میں سی ای او کے اختیار بھی کم کئے جانے کی بات کہی گئی اور اس کے سلیکشن پروسیز میں بورڈ کے جو اختیارات تھے انہیں بھی ختم کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ وقف ترمیمی بل آئین کی روح کے منافی اور خالص مذہبی بنیاد پر تفریق کی کوشش ہے جو آئین کے آرٹیکل 14 اور 15 کے خلاف ہے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دو الگ مذہبی طبقہ قانون کی نظر میں برابر نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ آئین کی دفعہ 26/بی کے مطابق ہر مذہب کے لوگوں کو اپنے مذہبی معاملات کو خود سے منضبط اور منظّم کرنے کا اختیار ہے، بل کا ہر شق وقف بورڈ کو کمزور کرنے اور اسکی کارکردگی کو منفی طور پر متأثر کرنے والی ہے، انہوں نے ہر انصاف پسند شہری سے اس بل کو ایکٹ بننے سے روکنے کا مطالبہ کیا ہے، انہوں نے اس ورکشاپ میں آئے ہوئے وکلاء، پروفیسر، علماء ودانشوران کو وقف کے تحفظ کے لئے مختلف علاقوں میں عوامی بیداری مہم کو مؤثر اور مستحکم بنانے کی ذمہ داری دی، انہوں نے اس مہم کو گھر گھر پہنچانے کا عزم کیا، اس موقع پر مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی، احتشام رحمانی، فضل رحمٰن رحمانی، ڈاکٹر محمود الحسن، جاوید احمد، مفتی قاضی قیصر علی قاسمی، مولانا شاہد رحمانی، مولانا شوکت علی الحسینی، اسلم رحمانی، ڈاکٹر مطیع الرحمٰن عزیز، خالد رحمانی، تابش قمر، جاوید قیصر، اعجاز احمد، الحاج محمد شعیب، مولانا تاج الدین قاسمی، محمد رفیع، پروفیسر محمد شمیم، محمد احتشام حسینکے علاوہ بڑی تعداد میں لوگ موجود تھے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے وفد کی آندھرا پردیش کے وزیر اعلیٰ سے ملاقات

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ایک وفد نے ریاست آندھرا پردیش کے وزیر اعلیٰ چندرا بابو نائیڈو سے ملاقات کی اور وقف ترمیمی بل 2024 سے متعلق اپنے اعتراضات اور اندیشوں سے انھیں واقف کرایا، وفد کی قیادت بورڈ کے جنرل سکریٹری مولانا محمد فضل الرحیم مجددی نے کی اور ان کے ساتھ اراکین بورڈ مولانا محمد ابوطالب رحمانی، جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خاں صاحب کے علاوہ تلنگانہ اور آندھرا پردیش کی اہم دینی وملی شخصیات اور تیلگو دیشم پارٹی کے بعض مسلم وزراء اور ایم ایل اے بھی شامل تھے، جنرل سکریٹری بورڈ نے وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آپ ہی کی ہدایت پر اور آپ ہی کے ممبران پارلیمنٹ کی کوششوں سے یہ بل جوائنٹ پارلیمانی کمیٹی کو سونپا گیا، اب تک حکومت کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اہم بل پارلیمنٹ میں پیش کرنے سے قبل متعلقہ گروہوں (Stakeholder) سے مشورہ کرتی تھی، اس سے قبل جتنی بار بھی وقف سے متعلق کوئی ترمیمی بل پارلیمنٹ میں لایا گیا، مسلمانوں کی معتبر جماعتوں اور مقتدر دینی وملی شخصیات سے مشورہ ضرور کیا گیا؛ لیکن اس بار پہلی مرتبہ بغیر کسی مشورہ کہ ایسی ترمیمات تجویز کی گئیں جو وقف کی منشاء اور موقف اور وقف کے پورے تصور اور اس کی حیثیت کو بری طرح متاثر کر دیتی ہیں اور وقف املاک پر قبضوں کا راستہ ہموار کرتی ہیں، جنرل سکریٹری بورڈ نے وقف ترمیمی بل پر مسلمانوں کے اہم اعتراضات پر مشتمل 10 صفحات کی ایک یاداشت بھی وزیر اعلیٰ کو پیش کی، جس میں بل کی تمام متنازعہ ترمیمات اور اس پر مسلمانوں کے موقف کو تفصیل سے پیش کیا گیا، وفد نے وزیر اعلیٰ سے گزارش کہ کی ان کی پارٹی ایک سیکولر پارٹی ہونے کے ساتھ ساتھ مرکزی حکومت کی ایک اہم حلیف جماعت بھی ہے، لہذا وہ کسی بھی صورت میں اس بل کی حمایت نہ کریں، مسلمانوں نے کثیر تعداد میں ای میل بھیج کر اور مسلم پرسنل لا بورڈ سمیت مسلمانوں کے تمام اہم دینی وملی جماعتوں نے جوائنٹ پارلیمانی کمیٹی سے بالمشافہ مل کر اپنا موقف زبانی وتحریری دونوں طور پر کمیٹی کے سامنے رکھا ہے، وزیر اعلیٰ چندرا بابو نائیڈو نے وفد کو یقین دلایا کہ ان کی پارٹی ہمیشہ سے ہی مسلمانوں کے تمام جائز مطالبات کی حمایت کرتی رہی ہے، آپ کے میمورنڈم کو ہم غور سے پڑھیں گے اور اس پر اپنی منصفانہ رائے مرکزی حکومت کے سامنے رکھیں گے، یہ ملاقات تقریباً ایک گھنٹہ تک چلی، شرکائے وفد میں سے کئی افراد نے بھی اپنی آراء وزیر اعلی کے سامنے رکھیں۔

امیر شریعت سادس، حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب رح

شکیل سہسرامی، پٹنہ

آگاہ ہے شکیل وہ ان کے مقام سے	واقف ہے جو بھی آدمی سید نظام سے
اس امر حق میں ذرہ برابر غلو نہیں	لیتے ہیں ان کا نام سبھی احترام سے
ویسے تو آپ تین ریاست کے تھے امیر	کرتے ہیں ہم سلام انہیں سہسرام سے
بتلا رہی ہے ان کی سوانح کی ہر سطر	دن رات وہ جڑے تھے امارت کے کام سے
سادہ صفت تھے اپنی طبیعت سے محترم	مطلب نہیں تھا ان کو کسی تام جھام سے
حالانکہ تھے خواص بھی مداح آپ کے	رکھتے تھے رابطہ وہ مگر نسل عام سے
معلوم یہ ہوا ہے انہیں پڑھ کے اے شکیل	ہر آدمی تھا شاد نظامی کلام سے

Scanned with CamScanner

مولانا سید نظام الدین صاحبؒ کی زندگی جہد مسلسل اور عمل پیہم سے عبارت تھی: حضرت امیر شریعت

امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدینؒ کی حیات و خدمات پردو روزہ سیمینار ، تقریباً ایک سومقالہ نگاروں نے اپنے مقالے پیش کیے

مولانا سید نظام الدین فاؤنڈیشن پٹنہ کے زیر اہتمام امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت سادس اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے سابق جنرل سکریٹری حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات پر دو روزہ عظیم الشان سیمینار مورخہ 20 اور 21 اکتوبر 2024 کو المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کے وسیع و عریض کانفرنس ہال میں منعقد ہوا، تین نشستوں پر مشتمل اس سیمینار میں پچاس مقالہ نگاروں نے مولانا نظام الدین صاحب کی حیات وخدمات اور تحریکات سے متعلق مختلف گوشوں پر اپنے تحقیقی مقالات پیش کیے، جوان شاءاللہ کتابی شکل میں بھی شائع کیے جائیں گے، جبکہ چوتھی نشست اجلاس عام کی رکھی گئی تھی جس میں علماء کرام کے اہم خطابات ہوئے۔ سیمینار کی پہلی اور افتتاحی نشست مورخہ 20 اکتوبر کو صبح دس بجے مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی، جبکہ دوسری نشست اسی روز بعد نماز مغرب حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب ناظم و بانی دار العلوم مہذب پور، اعظم گڑھ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تیسری نشست مورخہ 21 اکتوبر کو صبح دس بجے سے دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری حضرت مولانا سید بلال عبدالحئی حسنی کی صدارت میں منعقد ہوئی، چوتھی اور آخری نشست جوکہ اجلاس عام تھا امیر شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی اور دیر رات ان کے صدارتی خطاب کے ساتھ یہ دوروزہ سیمینار اختتام کو پہونچا۔ اس سیمینار میں چند کتابوں کا اجراء بھی علماء کرام کے ہاتھوں عمل میں آیا، ان میں سے حضرت مولانا سید شاہ آیت اللہ قادری زیب سجادہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف، پٹنہ کی تصنیف ''متنازع وقف ترمیمی بل اور ہماری ذمہ داری'' مولانا سید شاہ تقی الدین ندوی فردوسیؒ کی تصنیف کردہ خود نوشت سوانح عمری ''حیاتی'' کا رسم اجرا تیسری نشست میں حضرت مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی مدظلہ کے ہاتھوں عمل میں آیا، امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ کی تحریروں، خطابات اور پیغامات پر مشتمل مولانا عبد الباسط شرف الدین ندوی سکریٹری المعہد العالی کی مرتب کردہ کتاب ''متاع امیر'' اور حضرت مولانا سید محی الدین طالب مدظلہ کی حیات پر مرتب کردہ کتاب کا رسم اجرا پہلی افتتاحی نشست میں حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ کے ہاتھوں عمل میں آیا، 20 /اکتوبر کو حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی صدارت میں ہونے والی افتتاحی نشست کا آغاز المعہد العالی کے طالب علم مولانا محمد انیس کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، جبکہ نعتیہ کلام مولانا محمد مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری معاون قاضی امارت شرعیہ نے پیش کیے۔ اس نشست کی نظامت کے فرائض مولانا عبد الباسط ندوی سکریٹری المعہد العالی نے انجام دیے، اپنے صدارتی خطاب میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے حضرت امیر شریعت سادس کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اللہ نے انہیں دل دردمند، زبان ہوش منداور فکر ارجمند تینوں سے نوازا تھا، ان کی تحریر وتقریر میں گہری فکر کارفرما ہوتی تھی، ان کی خاص خوبی حلم و بردباری، فراخ دلی، وسعت ظرفی اور خردنوازی کے ساتھ لوگوں کو آگے بڑھانے کی بڑی خوبی تھی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا سید نظام الدینؒ کی زندگی کا ہر لمحہ نئی نسل کے لیے مشعل راہ ہے۔ ان کی زندگی اوران کے ذریعہ کیے گئے کام اداروں کے ذمہ داروں اور قائدین کے لیے نمونہ اور قابل تقلید ہیں اور بہترین سبق ہیں، قلت وسائل کے باوجود جذبہ صادق اور اللہ کی قدرت پر یقین کامل ہو تو بڑے سے بڑے کام کیے جاسکتے ہیں، انہوں نے مزید کہا: ایک قائد اور لیڈر کے اندر جو خوبیاں ہونی چاہئیں، ایک اچھے انسان کے جواوصاف ہونے چاہئیں، ایک باوقار عالم دین کو جن پاکیزہ خصلتوں سے متصف ہونا چاہیے، ایک درویش اور قلندر صفت اللہ کے ولی کو جن انسانی خوبیوں اور کمالات کا مرقع ہونا چاہئے، ایک اچھے باپ، اچھے بھائی، اچھے شوہر، اچھے منتظم، اچھے ذمہ دار، ایک اچھے مربی کو جیسا ہونا چاہیے، قدرت خداوندی نے حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان سبھی خوبیوں اور کمالات کا جامع بنایا تھا۔ آپ کی چند نمایاں خصوصیات میں جہد مسلسل اور سعی پیہم، اپنے مقصد سے عشق اور اپنے مشن سے والہانہ لگاؤ، تحمل و بردباری، اصابت رائے، دوررس نگاہ اور حالات پر گہری نظر تھی، جیسا بھی موقع ہو، کتنا ہی جذباتی یا گرم ماحول ہو آپ کا مزاج ہمیشہ ٹھنڈے دل سے سوچنے کا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ بزرگوں کے معتمد تھے، استقبالیہ کمیٹی کے صدر جناب ڈاکٹر مجید عالم صاحب نے تمام معزز مہمانوں، مقالہ نگاروں اور شرکاء کی خدمت میں اپنی افتتاحی کلمات میں اظہار تشکر پیش کیا۔ جس میں انہوں نے کہا کہ آج کے اس عظیم الشان سیمینار میں آپ کا استقبال کرتے ہوئے ہم سب بے انتہا خوشی محسوس کررہے ہیں، ایسی روحانی مجلس میں میری موجودگی میرے لئے سعادت وخوش بختی کی بات ہے، سب سے پہلے ہم مبارک باد دیتے ہیں حضرت کے لائق فرزند و جانشیں عزیزی مولانا عبدالواحد ندوی سلمہ کو کہ انہوں نے یہ اہم سیمینار کر کے ہم سب کی طرف سے ایک بڑا فرض ادا کردیا، آج اس سیمینار کی برکت سے اپنے استاد محترم امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین رحمہ اللہ کے نام پر ہم سب ایک جگہ جمع ہیں اور ان کی ہر بات یاد کررہے ہیں۔ حضرت مولانا نظام الدین لاکھوں میں ایک تھے، ان کی زندگی کھلی کتاب تھی، ان کا ظاہر وباطن ایک تھا، وہ سادگی، انکساری، دیانت اور شرافت کے نمونہ تھے، بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوتے گئے مگر ذرا نہ بدلے، جب کہ خطبہ استقبالیہ اس سیمینار کے روح رواں امیر شریعت سادس کے فرزند ارجمند صغریٰ کالج بہار شریف کے پروفیسر، مولانا سید نظام الدین فاؤنڈیشن کے صدر جناب مولانا عبدالواحد ندوی نے پیش کیا۔ انہوں نے اپنے استقبالیہ کلمات میں کہا کہ یہ بات صاف دکھ رہی ہے کہ ابا جان (مولانا سید نظام الدین صاحبؒ) کے رخصت ہو جانے کے بعد بھی ان کی عظمت ومحبت لوگوں کے دلوں میں ہے اوران کی نسبت کی برکت ہم سب محسوس کررہے ہیں۔ بلاشبہ حضرت والد رحمہ اللہ متفق علیہ شخصیت تھے، آج اتحاد واتفاق کا یہ حسین منظر اس کی گواہی دے رہا ہے، حضرت مولانا نظام الدین نور اللہ مرقدہ ایک شریف انسان تھے، یہ شرافت وانسانیت انہیں ننہال و ددیہال دونوں طرف سے ملی تھی۔ پیدائش سے بوڑھاپے تک اللہ رب العزت آپ کی نگہبانی فرماتا رہا۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا ریاض احمد چمپارنی، حضرت مولانا عبدالرشید رانی ساگری، حضرت مولانا منت اللہ رحمانی اور حضرت مولانا علی میاں رحمہم اللہ کو اپنا بڑا مانا، اوران سے خادمانہ تعلق رکھا، ان سب کے مزاج شناس رہے، ان کی باتیں مانیں، سامنے میں بھی اور ان کے پیچھے بھی، اسی وجہ سے آپ ان بزرگوں کے نور نظر رہے۔ امارت شرعیہ ان کے رگ وریشے میں پیوست تھی، ان کے دل میں امارت شرعیہ کی عظمت اس درجہ تھی کہ فرماتے تھے: "نظام الدین کچھ نہیں ہے، امارت کا نظام الدین پر احسان ہے کہ نظام الدین امارت کی نسبت سے جانا گیا۔ اس کے پاس کوئی قابل ذکر عمل نہیں سوائے امارت کی خدمت کے" آخری دم میں بھی ان کو نماز اور امارت شرعیہ کی ہی فکر تھی، مولانا انیس الرحمٰن قاسمی قومی نائب صدر آل انڈیا ملی کونسل نے اپنے تاثراتی خطاب میں کہا کہ ان کا زادراہ تقوی، دیانت، اطاعت، مؤمنانہ فراست، بصیرت، حلم، درگذر اور جذبہ خدمت تھا، یہی توشہ راہ ہر موڑ پر کام آیا، ڈاکٹر احمد عبدالحئی نے اپنے تعلقات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا میں قوم کا درد اور اس کی کسک تھی، ان کی فکر میں وسعت تھی اور وہ حقیقی معنی میں قوم کی ترقی اور ملت کے اتحاد کے داعی تھے۔ مولانا مفتی رحمت اللہ میر کشمیری مہتمم دار العلوم بانڈی پورہ کشمیر نے کہا کہ مولانا سید نظام الدین صاحب دردمند دل رکھنے والے انسان تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کی محبت میں میں کشمیر سے یہاں تک آیا ہوں۔ اس نشست میں جن اہم لوگوں نے خطاب کیا یا اپنا مقالہ پیش کیا ان میں ان حضرات کے علاوہ مولانا فضل الرحیم مجددی جنرل سکریٹری آل انڈیا ملی کونسل، پروفیسر امتیاز احمد سابق ڈائرکٹر خدا بخش لائبریری، مولانا رضوان احمد اصلاحی امیر حلقہ جماعت اسلامی، سید محمد جعفر صاحب سابق جنرل سکریٹری جماعت اسلامی ہند، مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی نائب صدر آل انڈیا ملی کونسل بہار، جناب اشرف فرید ایڈیٹر روزنامہ قومی تنظیم پٹنہ، مولانا وارث ریاضی مغربی چمپارن، مولانا ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی نائب صدر آل انڈیا ملی کونسل بہار، ڈاکٹر شکیل احمد سابق وزیر حکومت ہند کے نام اہم ہیں، حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند اور ڈاکٹر منظور عالم جنرل سکریٹری آل انڈیا ملی کونسل کے پیغامات بھی سنائے گئے، سیمینار کی دوسری نشست 20 اکتوبر کو ہی بعد نماز مغرب منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا حبیب اللہ قاسمی ناظم و بانی دار العلوم مہذب پور اعظم گڑھ نے کی، اس نشست کی نظامت معروف عالم دین جناب مولانا خالد حسین نیموی نے کی، اس نشست کا آغاز المعہد العالی کے طالب علم محمد راشد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، نعتیہ کلام مولانا عبدالماجد متعلم المعہد العالی نے پیش کیا۔ اس نشست میں جن لوگوں نے اپنے مقالات پیش کیے، ان میں قاضی محمد کامل قاضی شریعت دار القضاء دہلی (آل انڈیا مسلم پرسنل لاء) مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا نور الحق رحمانی استاذ المعہد العالی، مولانا مفتی نافع عارفی کارگزار جنرل سکریٹری آل انڈیا ملی کونسل بہار، مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا رضوان احمد ندوی معاون مدیر نقیب، مولانا مفتی ارشد علی قاسمی قاضی شریعت دربھنگہ، مولانا رضی احمد ندوی قاضی شریعت مونگیر، مولانا رحمت اللہ عارفی ندوی، مولانا محمد عادل فریدی قاسمی سکریٹری آل انڈیا ملی کونسل بہار، جناب سمیع الحق صاحب سابق نائب انچارج بیت المال امارت شرعیہ، مولانا روح الامین استاذ المعہد العالی، مولانا فخر الدین قاسمی قاضی شریعت شیوہر، مولانا یار علی المعہد العالی، مولانا محمد مطہر عالم استاذ المعہد العالی، مولانا طلحہ نعمت ندوی، قاضی وصی احمد قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ، سید محمد عمیر رکن ایکزیکٹو باڈی جھارکھنڈ، مولانا عبداللہ بخاری مونگیر، مولانا مجیب الرحمٰن بھاگلپوری معاون قاضی امارت شرعیہ، مولانا عین الحق امینی بیگوسرائے، ڈاکٹر شمساد صاحب پرنسپل ایس ڈی ایس ڈگری کالج جموں کشمیر، مولانا محمد علی دربھنگوی کے نام قابل ذکر ہیں، رئیس احمد ندوی نے حضرت امیر شریعت سادس پر ایک نظم پیش کی، ان حضرات نے مولانا سید نظام الدین صاحب کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اپنے مقالات میں روشنی ڈالی، اس نشست کا اختتام صدر مجلس کے کلیدی خطاب پر ہوا جس میں انہوں نے حدیث نبوی کے حوالہ سے بیان کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی اتباع کرنا چاہے تو چاہئے کہ ان نیک لوگوں کی اتباع کرے جو دنیا سے گزر چکے، حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب کے اعمال وافعال اور افکار ونظریات ایسے ہی ہیں کہ ان کی پیروی اور اقتداء کی جائے اور زندگی کی شاہ راہ میں اس سے روشنی حاصل کی جائے، سیمینار کی تیسری نشست 21 اکتوبر کو صبح دس بجے سے منعقد ہوئی، اس نشست کی صدارت ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم حضرت مولانا بلال عبدالحئ الحسنی ندوی نے فرمائی، اس کی نظامت کے فرائض مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے انجام دیے، اس نشست کا آغاز قاری واجد علی عرفانی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، جب کہ مولانا ظل الرحمٰن متعلم المعہد العالی نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت شریف کا نذرانہ پیش کیا، اس نشست میں خطاب اور مقالہ پیش کرنے والوں میں صدر مجلس کے علاوہ مولانا خالد غازی پوری استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مفتی نعمت اللہ قاسمی سابق صدر مفتی امارت شرعیہ، مولانا قاضی انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا ریاض احمد قاسمی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا مفتی عمر عابدین قاسمی مدنی جنرل سکریٹری آل انڈیا ملی کونسل تلنگانہ، مولانا مشہود احمد ندوی قادری پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی، مولانا بدر احمد مجیبی استاذ المعہد العالی، مولانا مفتی جنید عالم ندوی قاسمی سابق صدر مفتی امارت شرعیہ، مولانا ڈاکٹر سرور عالم ندوی پروفیسر پٹنہ یونیورسٹی، مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم، ڈاکٹر فہیم اختر ندوی مولانا آزاد یونیورسٹی حیدرآباد، مولانا آفتاب عالم ندوی دھنباد، مولانا عبدالحق چمپارن، سبطین اشرفی صاحب، انوار الحسن وسطوی، مولانا محمد منہاج عالم ندوی، شعیب عالم صاحب سکریٹری نظام کالج گیا، خواجہ حسن عمود خانقاہ بارگاہ عشق تکیہ شریف سید عرفان الحق گیلانے کے نام ہیں، میم اشرف صاحب نے اپنا منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا، اس نشست کی ابتداء میں جناب حضور حضرت مولانا سید شاہ آیت اللہ قادری مدظلہ سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ کا پیغام مولانا رمضان علی نے پڑھ کر سنایا، آخری نشست یعنی اجلاس عام مورخہ 21 اکتوبر کو بعد نماز مغرب حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی صدارت میں منعقد ہوا، اجلاس عام کی نظامت مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نے کی۔ اس نشست کا آغاز قاری واجد علی عرفانی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، نعت شریف مولانا عبدالماجد متعلم المعہد العالی نے پیش کیا، ایک استقبالیہ نظم مولانا اسامہ خورشید متعلم المعہد العالی کا تیار کردہ مولانا ظل الرحمٰن متعلم المعہد العالی نے بھی پیش کیا (باقی ص آئندہ)

Scanned with CamScanner

کرپٹوکرنسی، ای پی ایف، سونے کی خرید وفروخت اور تبادلے کے شرعی احکام

انیسواں فقہی اجتماع اِدارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند منعقدہ: ۱۲-۱۴/ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶-۱۸/اکتوبر ۲۰۲۴ء بروز بدھ، جمعرات، جمعہ بمقام: مدرسہ اِسلامیہ دارالعلوم پوکرن ضلع جیسلمیر (راجستھان)

ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند کے اُنیسویں اجتماع میں دنیا میں رائج ورچوئیل کرنسیوں کے بارے میں غور وخوض اور مناقشہ کے بعد درج ذیل تجویز منظور کی گئی: ''کرپٹوکرنسی'' چند اعداد اور نمبرات کا نام ہے، اِس کا حسی وجود نہیں ہوتا؛ بلکہ صرف ڈیجیٹل وجود ہوتا ہے، اس کو نہ تو کسی حکومتی اِدارے نے جاری کیا ہے اور نہ ہی اس پر کسی سرکاری اِدارے کا کنٹرول ہے، اُسے ''بلاک چین ٹکنالوجی'' کے ذریعہ محفوظ کیا جاتا ہے؛ لیکن اجتماع میں کافی بحث وتمحیص کے باوجود اکثر شرکاء کے نزدیک اِس معاملہ کی فقہی حیثیت منقح نہ ہوسکی؛ لہٰذا جب تک کامل تنقیح نہ ہو، اُس کے استعمال کی فی الحال اِجازت نہیں دی جاسکتی۔

نوٹ: (الف) کرپٹوکرنسی کے ''استعمال کی اجازت نہیں ہے'' کی تعبیر سے بندہ متفق نہیں ہے۔(۱) اشتیاق احمد دربھنگوی دارالعلوم دیوبند (۲) رشیدالدین معروفی دارالعلوم اورنگ آباد (۳) سلیم احمد دیوبند (ب) بندہ توقف یا مزید تحقیق طلب کی تعبیر کا خواہشمند ہے علی الاطلاق عدم جواز سے متفق نہیں ہے: سید حسن ذیشان قادری قاسمی مانوی رائے چور۔

ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند کے اُنیسویں اجتماع میں ''امپلائی پرائیویڈٹ فنڈ'' (EPF) سے ملازمین کے فائدہ اُٹھانے سے متعلق درج ذیل نکات پر اتفاق کیا گیا:

(۱) ای پی ایف (EPF) میں جمع شدہ وہ رقم جو ملازم کی تنخواہ سے کاٹی گئی ہے، وہ اس کی تنخواہ کا ہی حصہ ہے اور اس میں اِدارہ کی طرف سے کیا گیا اضافہ تبرع ہے؛ تاہم ای پی ایف (EPF) میں اختیاری طور پر شرکت کی صورت میں حکومت کی طرف سے جو اِضافہ کیا جاتا ہے، اُس سے اجتناب کیا جائے۔

(۲) ای پی ایف (EPF) کی رقم میں ملازم کا قبضہ ہونے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں ہے؛ بلکہ قبضہ کے بعد آئندہ حسب ضابطہ زکوۃ واجب ہوگی۔

(۳) ای پی ایف او (EPFO) کی طرف سے ملازم کو ملنے والی پنشن سے انتفاع درست ہے؛ کیوں کہ یہ دراصل حکومت کی طرف سے ایک طرح کا تعاون ہے۔

(۴) دورانِ ملازمت ملازم کے انتقال کی صورت میں ای پی ایف او (EPFO) کی طرف سے بذریعہ امپلائیز ڈپازٹ لنک انشورنس (EDLI) ملازم کے ورثہ کو ملنے والی یک مشت رقم اور پنشن سے انتفاع درست ہے۔

ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند کے اُنیسویں اجتماع میں ''سونے کی خرید وفروخت اور تبادلے کی بعض صورتوں کی تنقیح'' سے متعلق درج ذیل فیصلے کئے گئے: سونے چاندی کی خرید وفروخت یا ان کے زیورات کے تبادلہ کا معاملہ عام اشیاء کی خرید وفروخت سے بعض احکام میں مختلف ہے، اِس لئے سونے کے تاجر اور خریدار حضرات کو بطور خاص درج ذیل احکام کو ملحوظ رکھنا چاہئے:

(۱) روپئے پیسے کے عوض سونے چاندی کی خرید وفروخت ''بیع صرف'' میں داخل نہیں ہے (۲) مستقبل میں سونا خریدنے کے وعدے پر قسط وار رقم جمع کرنا اور قسطوں کے مکمل ہونے کے بعد اس وقت کی قیمت کے اعتبار سے عقد بیع کر کے مبیع وصول کرلینا جائز ہے اور پیشگی رقم کی ادائیگی کی وجہ سے خریدار کے ساتھ جو رعایت رکھی جاتی ہے، مثلاً: بنوائی چارج نہ لینا، یا بنوائی چارج لینے کے بعد مبیع کی مقدار میں اِضافہ کردینا یہ بھی شرعاً جائز ہے۔

(۳) خریدار ہر ماہ مثلاً دس ہزار روپئے کے حساب سے گیارہ ماہ تک ایک لاکھ دس ہزار روپئے جمع کرتا رہے اور ہر قسط کے ساتھ اس ماہ کی مارکیٹ قیمتکے اعتبار سے اتنے پیسوں کا زیور خریدار کے نام لکھا جاتا رہے اور گیارہ ماہ مکمل ہونے پر خریدار کے نام درج شدہ وزن کے بقدر زیور اگر وہ لے لے اور اس سے بنوائی کی اجرت نہ لی جائے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔ اس صورت میں زیور نہ لے کر موجودہ ریٹ کے حساب سے محض جمع شدہ رقم سے زائد قیمت لے لینا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر پہلے زیور پر قبضہ کرلے اور پھر زیور تاجر کو زائد قیمت پر فروخت کرے، تو یہ شکل درست ہوجائے گی۔

(۴) بعض علاقوں میں سونے کی کمیٹی ڈالی جاتی ہے، جس میں سونے کا تاجر سو لوگوں کو بیس مہینے تک ایک ایک ہزار روپئے جمع کرنے کی اسکیم پیش کرتا ہے اور قرعہ اندازی کے ذریعہ ہر مہینہ شرکاء میں سے ایک کا انتخاب کرتا ہے اور اس کو اسی مہینہ بیس ہزار کا سونا مل جاتا ہے پھر وہ اسکیم سے خارج ہوجاتا ہے۔ اسی طرح ہر شریک کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے الخ۔ اس سلسلے میں جواز اور عدمِ جواز دونوں طرح کی آراء سامنے آئیں لیکن کسی رائے پر اتفاق نہ ہوسکا۔

(۵) اگر کوئی خریدار پرانے سونے کے زیور کو تبدیل کرواکر نئے سونے کا زیور لینا چاہتا ہے، جس کی مختلف صورتیں رائج ہیں۔ جن میں ایک صورت یہ بھی ہے کہ خریدار کے پاس مثلاً ۱۸/کیریٹ سونے کا پانچ تولہ کا زیور ہے، پھر وہ پرانا زیور دے کر نیا زیور لینا چاہتا ہے اور تاجر اُس شخص کو پرانے زیور کے بدلے میں ۱۸/کیریٹ ہی نئے سونے کا پورے پانچ تولہ کا زیور ایک سال بعد دینے کا وعدہ کرتا ہے؛ تو چوں کہ یہ صورت بیع صرف کے دائرہ میں آتی ہے اور اس میں مجلس عقد میں عوضین پر قبضہ نہیں ہوتا ہے؛ لہٰذا یہ معاملہ شرعاً ناجائز ہے؛ البتہ اگر اس قسم کے معاملہ میں سونے کے مقابلے میں دوسرا عوض روپئے پیسے میں ہو، تو شرعاً یہ جائز ہوگا۔

(۶) پرانے زیور کو نئے زیور سے تبادلہ کرنے کی یہ صورت جس میں دونوں کی الگ الگ قیمت روپیوں سے طے کرلی جائے اور دونوں کی قیمتوں میں جو تفاوت ہو، صرف اُس کا لین دین کرلیا جائے، تو یہ معاملہ شرعاً درست ہے۔

(۷) زیور کے تبادلے کی یہ صورت کہ پرانے سادہ غیر جڑاؤ زیور کا کل وزن ۶/تولہ ہے اور قیمت تین لاکھ روپئے طے ہوئی اور نئے سادہ غیر جڑاؤ زیور کا وزن پانچ تولہ ہے اور قیمت تین لاکھ روپئے طے ہوئی، یہ شکل بیع صرف میں جنس واحد میں تبادلے کی صورت ہے، جس میں دونوں طرف وزن میں برابری ضروری ہے، بناء بریں تبادلے کی یہ صورت درست نہیں۔

(۸) سونے کی خرید وفروخت کا مروجہ یہ طریقہ کہ خریدار زیورات اُدھار خرید کر اُنہیں دوسرے تاجروں کے ہاتھ فروخت کرتا ہے؛ لیکن وہ قیمت فوراً اَدا نہیں کرتے؛ بلکہ کئی دن کی تاخیر سے خالص سونے (بسکٹ وغیرہ) کی شکل میں اَدا کرتے ہیں، پھر یہ شخص اپنے بائع کو بشکل بسکٹ ہی قیمت اَدا کرتا ہے، تو یہ معاملہ شرعاً درست نہیں؛ البتہ اگر قیمت روپئے کی شکل میں طے ہو اور اَدائیگی بشکل زیور یا بسکٹ ہو، تو شرعاً اِس کی گنجائش ہے۔

بقیہ: مولانا نظام الدینؒ............اپنے صدارتی خطاب میں حضرت امیر شریعت نے کہا کہ مولانا سید نظام الدین صاحب کی زندگی جہد مسلسل اور عمل پیہم سے عبارت تھی، انہوں نے اس سیمینار کو وقت کی ضرورت بتاتے ہوئے کہا کہ اس سے فکرونظر کے گوشے کھلیں گے اور مولانا سید نظام الدین صاحب کی زندگی کے ان گوشوں پر روشنی پڑے گی، جن میں کام کرنے والوں کے لیے حوصلہ اور رہنمائی موجود ہے، حضرت مولانا سید نظام الدین رحمہ اللہ کے مجموعہ مضامین ''متاع امیر'' کے بارے میں فرمایا کہ اس کتاب کو شروع سے اخیر تک ہر شخص کو پڑھنا چاہئے۔ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ نے کہا کہ امارت شرعیہ کا انتظام غیر مسلم اقتدار کے زیر سایہ شریعت اسلامی کو باقی رکھنے اور مسلمانوں کی اجتماعیت کو برقرار رکھنے کی ایک کوشش ہے، اس طرح کی کوشش عہد رسالت میں بھی ہوئی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ ابن جبل کا انٹرویو لے کر یمن کا قاضی بنایا اسی طرح ایک دفعہ ان کو یمن کا گورنر مقرر کیا تو نصیحت کی کہ کلمہ شہادت کی دعوت دینا اگر قبول کرلے تو پھر اقامت صلوۃ کی دعوت دینا اگر اس کو قبول کرلے تو پھر زکوۃ کا حکم بیان کرنا ان دونوں واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف قضا اور وصولی زکوۃ کا نظام قائم نہیں کیا، بلکہ دونوں کو دعوت سے جوڑا اور یہ بتایا کہ صرف زکوۃ کی وصولی نہیں بلکہ اصل کام دعوت دین ہے، سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کہ حضور نے قاضی و عامل بنانے کے ساتھ ساتھ داعی بھی بنایا اس لیے تمام علماء ائمہ قضاۃ اور مدارس کے اساتذہ، ذمہ داروں کو غور کرنا چاہیے کہ ہم مسلمانوں کی اصلاح اور ان کی کمی کوتاہی کو ختم کرنے کی کتنی کوشش کرتے ہیں، اس لیے اس پہلو سے تبدیلی لانے کی ضرورت ہے کہ مدارس کے اساتذہ، ذمہ دار اور اداروں کے کارکنان وہ اپنے اپ کو کسی ادارے کے ملازم نہ سمجھیں؛ بلکہ اپنے آپ کو اللہ کا ملازم سمجھیں اور یہ جذبہ جب پیدا ہوگا جب داعیانہ جذبہ ہوگا اس لیے داعیانہ جذبہ پیدا کریں اور اپنی ذمہ داری کو صرف ڈیوٹی نہیں؛ بلکہ ایک دین کی خدمت سمجھ کر انجام دیں، اس اجلاس عام سے مولانا محمد شبلی القاسمی، مولانا مشہود احمد قادری، مولانا عمر عابدین قاسمی مدنی، مولانا خالد ندوی غازی پوری، مولانا قاضی انظار عالم قاسمی، مولانا عبدالواحد ندوی اور مولانا عبدالباسط ندوی نے بھی خطاب کیا، اس پورے سیمینار میں مقالہ نگاروں اور خطاب کرنے والے نے حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب کی مختلف خوبیوں کا تذکرہ کیا، اس میں ان کی ایمانداری، خلوص، تقویٰ وللٰہیت، شریعت کی پاسداری، بیت المال امارت شرعیہ کے تئیں ان کی فکر، امارت شرعیہ کی ترقی واستحکام، دیانت داری، عزم وہمت، حوصلہ مندی، وسعت نظر، بلندی افکار، قوم کی ترقی کی فکر، ملت کی شیرازہ بندی کے لیے آپ کا جذبہ صادق اور امت کی ہمہ جہت ترقی کے لیے آپ کا جہد مسلسل اور عمل پیہم شامل ہیں، اس اجلاس میں ملک کے گوشے گوشے سے علماء کرام، دانشوران اور حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب سے محبت رکھنے والے خواص وعوام کی بڑی تعداد شامل رہی، امارت شرعیہ پھلواری شریف کے ذمہ داران وکارکنان کے علاوہ مولانا سید نظام الدین صاحب کے اہل خانہ اور خاندان کے لوگوں نے بھی شرکت کی، جن میں بڑے صاحب زادے ضیاء الحسن عرف شمو بابو، منجھلے صاحب زادے حکیم حامد حسین، حضرتؒ کے داماد، نواسوں، پوتوں، گھوری گھاٹ کے لوگوں، مولانا شہزاد اکرام ندوی، مولانا نجیب الرحمٰن ندوی، مولانا ابوالکلام نظامی، باہر سے تشریف لانے والے مہمانوں میں جناب شاہد حسین صاحب ندوی معاون ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا سلیم اللہ صاحب استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا محمد عباس صاحب جالے، مولانا اسلم سبیلی، مولانا مظفر احسن رحمانی، مولانا مفتی عامر مظہری، مولانا قمر عالم ندوی تھے، پٹنہ کی اہم شخصیات میں اشفاق رحمٰن صاحب، فضل اللہ قادری صاحب، نجم الحسن نجمی صاحب مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب بھی موجود تھے، امارت شرعیہ کے ذمہ داران، المعہد العالی کے اساتذہ وطلبہ اور دیگر اداروں کے طلبہ واساتذہ اور پٹنہ کی مساجد کے ائمہ کرام، علماء ودانشوران کی بڑی تعداد شریک رہی، ان حضرات نے مہمانوں کے استقبال اور ان کی ضیافت سے لے کر اجلاس کو کامیاب کرنے میں بڑی محنت کی، دانش مرکز پھلواری شریف کے ذمہ داروں اور کارکنان اور فکرونظر چینل کے روح رواں جناب فضل رحماں رحمانی اور ان کی ٹیم نے سیمینار کی نشرواشاعت کا کام بخوبی انجام دیا۔ آخر میں مولانا عبدالواحد ندوی نے سبھی لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مولانا سید نظام الدین فاؤنڈیشن کی جانب سے اپنے احساسات کا اظہار کیا اور کہا کہ سب سے پہلے میں اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے والد گرامی قدس سرہ پر سیمینار کرنے کی توفیق بخشی، اللہ رب العزت کی ہر لمحہ مدد شامل حال رہی اور میری دلی تمنا کو اللہ نے پورا فرمادیا۔ اس کے بعد میں اپنے تمام اساتذہ، کارکنان، رفقاء کار، رضا کاروں، بزرگوں، دوستوں، اپنے ادارے اور گاؤں، تمام اداروں، تنظیموں، خانقاہوں کا، ائمہ مساجد کا، سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا کا، اپنے شاگردوں کا، عزیزوں کا، اپنے بال بچوں کا کہ ان سب کی محنت، تعاون ودعاؤں سے یہ عظیم الشان سیمینار اپنے نیک مقاصد میں کامیاب ہوا، یہ سیمینار صرف سیمینار نہ تھا، بلکہ بہت کچھ تھا، نیت صاف اور نیک تھی، اور یہ رضاء الٰہی کے حصول کا ذریعہ بھی تھا۔ مولانا نظام الدین فاؤنڈیشن پٹنہ، حضرت مولانا نظام الدین رحمہ اللہ کے افکار، خیالات، زندگی کے واقعات، تجربات، ملفوظات، پیغامات، اخلاقیات، افکار اور دردانسانیت کو عام کرے گی اور عملی طور پر کام بھی کرے گی ان شاء اللہ (رپورٹ: مولانا شہزاد اکرام ندوی نائب ناظم جامعہ اسلامیہ، گھوری گھاٹ، چترا)

Scanned with CamScanner

غزوۂ تبوک حضورؐ کی حیات مبارکہ کا آخری معرکہ

جناب حامد تحسین دیوبندی

آفتاب رسالت کوہ صفا پر جلوہ گر ہوا اور باطل کے اندھیروں کے مٹنے کا پیغام لایا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی گرم ہوائیں بھی وہیں سے چلیں لشکروں کی آندھیاں بھی وہیں سے اٹھیں اہل مکہ ہی نے اسلام کے خلاف عربوں کے دلوں میں سلگتی ہوئی نفرت کی چنگاریوں کو دہکتے ہوئے شعلے بنانے کا کام بھی کیا، جنگ بدر میں تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمانوں سے شکست وذلت کا گہرا زخم کھانے کے بعد جنگ احد میں معرکہ آرائی کرنے والے بھی کفار قریش تھے، بنوخزاعہ پر بنوبکر کے حملہ آوروں میں سرداران قریش خود شریک تھے، یہی لوگ حرم کے پاسبان تھے جہاں تمام عربوں کا اعتماد و یقین تھا کہ وہ اسلام کی جڑوں کو دھوپ دینے میں کامیاب ہوجائیں گے، لیکن فتح مکہ نے یقین کے اس شیشے کو چور چور کردیا تھا، جس میں وہ باطل کی فتح کے خواب کا مسکراتا چہرہ دیکھ رہے تھے فتح مکہ نے عربوں کے ذہنوں پر تو مثبت کے اثرات مرتب کئے اور ان کو یقین ہوگیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور دین برحق لے کر آئے ہیں، لیکن ابھی رومیوں کی ایک بڑی طاقت موجود تھی جو مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے اپنے ارادوں کی تلوار کی دھار تیز کررہی تھی شرحبیل نے عمرو کے ہاتھوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے سفیر حضرت حارثؓ بن عمیر کے قتل کی وجہ سے حضرت زید بن حارثہؓ کی سرداری میں صرف تین ہزار صحابہ کے لشکر نے رومیوں کی ایک لاکھ فوج سے موتہ میں سرفروشانہ ٹکر لی تھی، اس جنگ میں مسلمانوں کی پسپائی کو اسلام کے لئے بدشگونی اور اپنے لئے اچھا شگون سمجھ کر رومیوں کے حوصلے بلند تھے اور وہ ان مسلمانوں کو بھی سبق سکھانا چاہتے تھے جن کے دلوں میں رومیوں کی غلامی سے چھٹکارا پانے اور اسلام کے انسانیت کے اصولوں اور حق پرستی کی وجہ سے اسلام کے سایہ میں آنے کے جذبے سمندر کی بے چین موجوں کی طرح مچلنے لگے تھے اس لئے رومیوں کی زندگی کا واحد مقصد مسلمانوں کی قوت کو کچلنا اور اس کی ترقی کے سفر کو روکنا رہ گیا تھا۔

قیصر روم کے جس طاقت وسطوت کا ڈنکا بج رہا تھا اپنے زیر اثر غسانی عربوں کی مدد سے ۴۰ر ہزار کی ایک فوج تیار کرلی تھی رومیوں کی جنگی تیاریوں اور ناپاک ارادوں کی خبریں مدینہ پہنچ رہی تھیں، صورت حال نازک اور گرمی شباب پر تھی، قحط سالی کی کیفیت کی اڑتی گرد ابھی ابھی پرسکون ہوئی تھی، امید وراحت کے شگوفے درختوں پر پھل بن گئے تھے، مسلمان ان درختوں کے سائے میں سکون وچین کی سانس لینا اور ان پھلوں کی شیرینی کا لطف اٹھانا چاہتے تھے، لیکن کسی قدر بے چینی اور فکر کی پرچھائیاں مسلمانوں کے ذہنوں کے پردوں پر تھرک رہی تھیں کہ غسانی آگئے منافقین کی بر آئی تھی اور ان کی منافقانہ سرگرمیوں میں تیزی تھی وہ خوشی سے غبارے کی طرح پھولے نظر آتے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کئی سوالیہ نشان کھڑے تھے، آپ جنگ حنین کے نتائج سے جاہلیت اور عقیدوں کی پرچھائیوں کو تھر تھر کانپتی دیکھ رہے تھے، جاہلیت مکمل طور پر مٹنے والی اور عقیدوں کے بت ٹوٹنے والے تھے، ایسی صورت میں اگر رومی مدینہ پر چڑھ آتے تو اسلامی کاز کو دھکا لگے گا، ہوسکتا ہے کہ اس کی ترقی کا سفر کچھ دیر کے لئے رک جائے ایسا ہوجانے سے منافقین کے حوصلے جوان ہوجائیں گے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی تیاریوں کے لئے دولت کی کمی طویل فاصلے کی پریشانیوں سواری کے لئے اونٹوں کی ضرورت اور رسد کی فراہمی کے اہم مسائل کے باوجود ایک جنگی ماہر کی طرح رومیوں پر خود ہی دھاوا بولنے کا عزم کرلیا اور جنگ کی تیاری کرنے کا حکم دے دیا، آپ کے اس حکم نے ایک طرف منافقین کی خوشیوں کے غباروں کی ہوا نکال دی دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل اور اس معرکہ کو کامیاب بنانے کے لئے صحابہؓ کے امدادی جذبے کا دامن فراخ کردیا۔

تنگ نظر منافقین نے اس وار فنڈ میں دی جانے والی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کل کائنات ۴ر ہزار درم حضرت عمرؓ کی آدھی دولت، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی ساڑھے انتیس کلو چاندی کو نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی حضرت عباسؓ، محمد بن سلمہؓ، حضرت عبادہؓ اور حضرت طلحہؓ کے مال کی طرف ان کی نظر گئی ان کی نظروں میں تو حضرت عاصم بن عدی کی ساڑھے تیرہ ٹن کھجوریں تھیں جن کو دیکھ کر انہوں نے مذاق اڑایا تھا کہ یہ ایک دو کھجور سے قیصر روم کی طاقت کچلنے چلے ہیں، یہ بے وقوف بھول گئے تھے کہ غزوۂ بدر میں ۳۱۳ر روزے دار مسلمانوں کی ٹوٹی پھوٹی تلواروں نے کفار کے ۷۰ر سورماؤں کے بے گور وکفن لاشے چھوڑ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے پر مجبور کردیا تھا، ان کو یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ مسلمان فاقہ کشی کی حالت اور سردی کی کڑکڑاتی رات دن میں خندق کھودتے رہے اور بیس بائیس دن تک تیروں اور پتھروں کی برسات کو روکتے رہے تھے، یہ تو ساڑھے تیرہ ہزار کلو کھجوریں تھیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے ایک لاکھ فوج کی غذائی ضروریات کو پورا کرکے بھی بچ سکتی تھیں۔

زیور عورت کا حسن ہے اور اس سے پیار اس کی فطرت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی محبت میں سرشار خواتین نے اپنے ناک، کان، ہاتھ خالی کرلیے اور اپنے گلوں کے ہار خوشی خوشی صحابہ کی حوصلہ افزائی اور ان کی کامیابی کی امید کے گلے میں ڈال دیے، ہر صحابی نے دل کھول کر جنگی مصارف میں مدد دی اور تین صحابۂ کرامؓ کو چھوڑ سبھی نے اس غزوہ میں شرکت کی۔

تاریخ کے اوراق پر یہ شہادت درج ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکل سے مشکل حالات میں بھی دعوت ودرس کے کام کو جاری رکھا ایسی صورت میں جب کہ تبوک کے سفر میں سواری کی اس قدر دشواری تھی کہ اٹھارہ اٹھارہ صحابہ کے حصے میں ایک ایک اونٹ آیا، ان میں سے بھی خوراک کے لئے اونٹوں کو ذبح کرنا پڑا نیز اس غذائی ضرورت کو پورا کرنے میں درختوں کی پتیاں چبانی اور پکانی پڑیں، آپ صحابہ کو راستے بھر درس وتعلیم دیتے رہے، چناں چہ جب لشکر کا گذر عذاب خداوندی کی عبرت گاہ ثمود کے پاس سے ہوا تو آپ نے وہاں داخل نہ ہونے، وہاں کے کنویں کا پانی لینے و پینے، وضو کرنے اور کھانے میں استعمال کرنے سے منع فرمادیا اور آپ سر ڈھک کر وادی کو تیزی سے پار کرگئے۔

راستے میں صحابہؓ نے پانی کی قلت کا شکوہ کیا تو آپ کی دعا سے باری تعالیٰ نے پانی برسایا اور انہیں لمحوں میں آپ اگلے دن تبوک کے چشمہ پر پہنچنے کی معجزاتی پیشن گوئی فرمائی اتنی مجبوریوں، پریشانیوں، آگ برساتی گرمی اور گرم خاک اڑاتی طویل راہوں کے باوجود صحابۂ کرام کے دل ایمان ویقین کے جذبوں سے معمور تھے، آپ کے فن خطابت کے جمال وکمال سے صحابہ کے دلوں میں سرشاری کیفیت کا سمندر سمٹ آیا تھا اور وہ رومیوں سے ٹکرانے کے لئے بے تاب تھے۔

مسلمانوں کی آمد کی خبر سے رومیوں کے ارادوں اور حوصلوں کی چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی اور ان کی کانپتی مٹھی سے ریت کی طرح پھسل گئی وہ نیام میں رکھی مسلمانوں کی تلوار کی دھار اور اس کی کاٹ کے احساس سے ہی پتے کی طرح کانپنے لگے اور ان کی آنکھوں میں ڈر اور خوف کی پرچھائیوں نے انجام کی تصویر دکھائی تو وہ لرزتے قدموں سے ملک کے اندر مختلف شہروں میں جا چھپے، شیر کو دیکھ کر بلی بھٹ کے اندر چلی گئی تھی، اس لئے جنگ کی نوبت نہیں آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ دیار رحمت مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

یہ غزوۂ تبوک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا آخری معرکہ تھا اس کے بعد غزواتی راستے کے شجر آپ کی زیارت کی محرومیت پر کف افسوس ملتے اور غزواتی راہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کے لئے آپ کی راہ تکتی رہیں۔

بہار میں کرائم وجرائم کی زیادتی کی وجہ، بیکاری اور بیروزگاری

(مولانا ڈاکٹر) ابوالکلام قاسمی شمسی

اللہ تعالیٰ نے مجھے شمالی اور جنوبی ہند کے اکثر بڑے شہروں میں جانے کا موقع عنایت کیا، میں نے شمالی ہند اور جنوبی ہند دونوں کے بڑے شہروں کو قریب سے دیکھا، وہاں کی حکومت اور ترقیاتی منصوبوں کو دیکھا، وہاں کے قائدین اور کارکنان کے انداز فکر کو سمجھا، جب بھی میں نے دہلی کا سفر کیا، اور ٹرین بہار کی سرحد سے نکل کر مغل سرائے جنکشن سے آگے بڑھی، تو میں دیکھا کہ وہاں سے دہلی تک جتنے بھی اسٹیشن ہیں، تقریبا سبھی کل کارخانوں والے شہر ہیں، وہاں صنعت وحرفت کے کام ہوتے ہیں، خواہ مغل سرائے سے لکھنؤ ہوکر دہلی جائیں یا مغل سرائے سے کانپور وعلی گڑھ ہوکر جائیں، ایسی ہی حالت مشرق میں اسنسول سے ہوڑہ جنکشن تک کی ہے، ریلوے لائن کے دونوں طرف کل کارخانے اور اس کی مشینوں کی آوازیں سننے کو ملتی ہیں، درمیان میں مغل سرائے سے اسنسول تک بہار اسٹیٹ کے علاقے ہیں، جن میں کوئی کل کارخانے نہیں، ایسا لگتا ہے کہ بہار کے لیڈروں کے نزدیک صنعت وحرفت اور کل کارخانے کی کوئی اہمیت ہی نہیں، یہی وجہ ہے کہ بہار میں بیکاری سب سے زیادہ ہے، یہاں بیروزگاری اور غربت بھی دیگر اسٹیٹ کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے، یہاں کے لوگ بڑی تعداد میں روزی روزگار کے لئے بہار سے باہر جاتے ہیں، یہ معاملہ مسلم سماج میں زیادہ دیکھنے میں آتا ہے۔ آزادی کے بعد ملک میں ترقی کے بہت سے مواقع حاصل ہوئے، اس سے ہر اسٹیٹ نے فائدہ اٹھایا، چنانچہ ہر اسٹیٹ میں اس کا اثر دیکھنے میں آتا ہے، مگر بہار ابھی تک صنعتی ترقیوں سے محروم ہے، اسی کی وجہ سے بہار میں بیروزگاری ہے، غربت ہے، اسی کی وجہ سے یہاں کرائم اور جرائم زیادہ ہیں، یعنی جرائم اور کرائم کی وجہ بیکاری، بیروزگاری اور غربت ہے، جبکہ یہاں کی حکومت راہ فرار اختیار کرنے کے لئے اس کی وجہ زمین جائیداد وغیرہ سے جوڑ کر دیکھتی ہے، زمین جائیداد کے جھگڑے کا جرائم وکرائم پر معمولی اثر دیکھنے کو مل سکتا ہے، زیادہ نہیں۔

بہار بڑا صوبہ ہے، اس میں کل کارخانے نہیں، جو پہلے سے تھے، وہ بھی بند ہوگئے، بہار میں کئی چینی مل تھے، ان سے روزگار کے مواقع ملتے تھے، تقریبا سبھی بند پڑے ہیں، جوٹ مل تھا، وہ بھی بند ہوگیا، پیپر مل تھا، وہ بھی بند ہوگیا، جو کچھ تھا، وہ جھارکھنڈ میں چلا گیا، اب بہار میں کچھ بھی نہیں ہے، اس لئے بہار کے لوگ بڑی تعداد میں روزگار کے لئے بہار سے باہر رہتے ہیں، اور باہر جانے کا سلسلہ تیزی سے جاری ہے۔

آزادی کے بعد ہر صوبہ نے ترقی کی، جنوبی ہند میں تو بڑی ترقی دیکھنے میں آتی ہے، شمالی ہند میں بہار کو چھوڑ کر ہر صوبہ میں صنعت وحرفت کے لئے کام ہوئے، کل کارخانے قائم کئے گئے، جبکہ بہار میں عام لوگوں کے لئے روزگار کے لئے کوئی خاص کام دیکھنے میں نہیں آیا، حالانکہ بہار میں اس کے مواقع موجود ہیں، مگر افسوس کی بات ہے کہ نہ تو یہاں کی حکومت نے روزگار کے مواقع تلاش کرنے کے لئے کل کارخانے قائم کئے اور نہ ہی یہاں کے قائدین نے اس جانب توجہ دی، نتیجہ یہ ہوا کہ بہار کی ابادی کا بڑا حصہ معاش اور روزی کی تلاش میں اپنے اسٹیٹ سے باہر ہے، یہی نہیں، بلکہ بڑی تعداد میں لوگ ملک سے باہر روزی کی تلاش میں گئے ہوئے ہیں، اور جاتے رہتے ہیں، موجودہ وقت سائنس اور ٹیکنالوجی کا ہے، اس کی بنیاد تعلیم پر ہے، بہار میں تعلیمی سسٹم سب سے کمزور ہے، سرکاری اسکول تقریبا اپنی افادیت کھو چکے ہیں، اساتذہ کی کمی کی وجہ سے پرائمری سے یونیورسٹی سطح کے تقریبا تمام تعلیمی ادارے مفلوج ہوچکے ہیں، جس کا نتیجہ ہے کہ بڑی تعداد میں طلبہ وطالبات پرائیویٹ اسکول میں تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں، یا بہار کو چھوڑ کر دوسرے اسٹیٹ میں تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں۔

بہار میں حکومت کے پاس پلاننگ کی بے حد کمی دیکھنے میں آتی ہے، اس لئے جو کام کسی اسٹیٹ میں نہیں ہوتا، وہ سب بہار میں شروع کیا جاتا ہے اور اس کو ترقی کا نام دیا جاتا ہے، موجودہ وقت بہار کو معاش اور روزگار سے جوڑنے کی ضرورت ہے، اس کے لئے صنعت وحرفت لگانے کی پلاننگ کرنی چاہیے، کل کارخانے قائم کرنے پر زور دیا جائے، صنعت کاروں کے لئے ماحول سازگار بنائے جائیں، اس کے لئے ٹھوس حکمت عملی کی ضرورت ہے، بہار میں جرائم اور کرائم بیروزگاری اور بے کاری کی وجہ سے ہے، اگر کام کاج کے مواقع حاصل ہوجائیں، تو پھر کرائم اور جرائم پر خود بہت کنٹرول ہوجائے گا، امید کہ حکومت بہار اس جانب توجہ دے گی، اور بہار میں تعلیمی نظام بہتر بنانے، صنعت وحرفت اور کل کارخانہ لگانے کی جانب توجہ دے گی، تاکہ خوشحال بہار کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکے، اللہ تعالیٰ صحیح فکر عطا فرمائے۔

Scanned with CamScanner

دنیا آن لائن ڈیجیٹل فراڈ کے بھنور میں!

ناظم الدین فاروقی، سینئر مبصر

انفارمیشن ٹکنالوجی اور ڈیجیٹل سائنس نے برق رفتاری سے ترقی کرتے ہوئے دنیا کے تمام زندگی کے مروجہ طریقہ کاروں کی تعمیر اور تباہ کاری کے ساتھ ایک نئے سوپر فاسٹ نظام نے اس کی جگہ لے لی ہے۔ اختراعی ہائی ٹیک کے عروج نے امریکہ و یورپ کو نا قابل شکست طاقت بنا دیا ہے۔ 2017 میں امریکہ نے اپنا پہلا جنگی اسپیس کمانڈ بنا کر اقوام عالم کو حیرت زدہ کر دیا تھا۔ جنگیں WAR تھیٹر سے لڑائی جاری ہیں۔ کھلونوں کی جگہ اب وِیڈیو گیمس نے جگہ لی ہے۔ ڈیجیٹل تھیٹر سرجری روبوٹک آپریشن سے لے کر بچوں کے روس کے خلاف یوکرین کو ڈیجیٹل Spacex چھوٹے ڈشس نے شکست سے بچالیا۔ یہ باتیں بھی چند دن میں اساطیر الاولین ہو جائیں گی۔ اب ان سب کی جگہ Artificial (AI) Intelligence نے لے لی ہے۔ امریکہ ہر سکنڈ میں دنیا کو 1800 سال کا ڈاٹا فروخت کرتا ہے۔ جس سے اسے کئی بلین ڈالر کی آمدنی ہوتی ہے۔ پسماندہ ممالک کی معاشی حالت میں بہتری بھی ڈیجیٹل انقلاب سے رونما ہو رہی ہے۔ عام آدمی ایک سادہ سا نوجوان اپنے تخیلاتی، اختراعی کوششوں سے کئی ملین اور بلین کی رقم کمارہا ہے۔

جنگ و جدال، کمال بھی ہائی ایک ڈیجیٹل ہو چکے۔ ڈیجیٹل سسٹم کے ہمارے سماج پر بڑے نقصان دہ اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور معاشرہ کے لاکھوں لوگ شدید نقصان بھی اٹھا رہے ہیں۔ 2023 میں عالمی سطح پر 9 بلین ڈالر کے ڈیجیٹل اسکام ہوئے۔ اس سال اس میں اضافہ ہو کر یہ 10 بلین ڈالر تک پہنچ چکے ہیں۔ یعنی ہر فرد کے جیب سے ڈیجیٹل جیب کتروں نے 500 ڈالر فی فرد پیسہ ٹکنالوجی استعمال کرتے ہوئے نکال لیے۔ اسی طرح Online-e-commerce 2021 fraud payment سے 20 ملین ڈالر سے بڑھ کر 2024 میں 48 بلین ڈالر تک پہنچ چکے ہیں۔ ڈیجیٹل آن لائن فراڈ عام طور پر 5 ذرائع سے کئے جاتے (1) Phishing (2) Identity theft (3) UPI Fraud (4) SIM SWAP (5) payment address (VPA) طریقوں کو ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ سال 24 میں Digital Fraud کی شرح میں 122% کا اضافہ ہوا ہے۔ کریڈیٹ کارڈس میں 176% کاؤنٹ سے راست رقم نکالنے 81% حقیقی شناخت کی چوری میں 80% Debits cards میں 122% اور نقلی شناخت کے ذریعہ 132% کا مائی لوٹ غبن دھوکہ دہی میں اضافہ ہوا ہے۔

ہندوستان میں بھی ڈیجیٹل فراڈ میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ RBI کے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق گذشتہ ایک سال یعنی مالی دو سال 24-2023 میں ڈیجیٹل فراڈ Digital Fraud میں 5 گناہ اضافہ ہوا ہے۔ 14 بلین ڈالر (175 ملین روپیہ ہندوستانی تک پہنچ گیا) یہ کام نہ صرف I.T انجینئرس کر سکتے ہیں بلکہ کم عمر بچوں کو بھی فراڈ میں ملوث ہوتے ہوئے پایا گیا ہے۔ یوپی کے ایک جوڑے نے تندرستی و صحت کا جھانسہ دے کر 35 کروڑ کا فراڈ کیا ہے۔ ڈیجیٹل لوٹیرے دنیا کے مختلف گوشوں سے یہ کام انجام دے رہے ہیں۔ روس کے علاوہ، ساؤتھ امریکہ، افریقی ممالک اور ایشاء کے تھائی لینڈ، ویتنام، لاؤس سے بڑے جانے پر کھیل گینگس کام کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ کے ایک رپورٹ کے مطابق سال کے 26 لاکھ لوگ ڈیجیٹل لوٹ کا شکار ہوتے ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ ہندوستانی کمپنیوں، بنکوں اور گاہکوں کو لوٹنے اور ڈاکہ زنی کرنے والی ہندوستان کی سرحدوں میں بیٹھ کر یہ کام کر رہے ہیں۔ عالمی ڈیجیٹل کی دنیا ایک مرعی عالم ہے۔ بڑے بڑے دنیا کے ماہرین بھی اصل سرغنہ تک پہنچنے میں نا کام رہتے ہیں۔ Dark Web سے کیا کیا غیر قانونی، غیر اخلاقی انسانیت سوز شرم ناک کام نہیں کئے جاتے۔ درگس کی خرید و فروخت، ریڈ لائٹ، فحاشی، پرونوگرافی سے لے کر ہر بڑے سے بڑا مجرمانہ کام با آسانی کیا جارہا ہے۔ سسٹم میں اس طرح کے Algorithm استعمال کئے جاتے ہیں جس کی کوڈنگ کو توڑنا کسی کے بھی بس کی بات نہیں ہے۔ صرف سوشل میڈیا مارکٹ سالانہ 25 بلین ڈالر تک پہنچ چکی ہے۔ AI کئی سو افراد کے دماغوں کا کام سکنڈوں میں انجام دے رہا ہے۔ ایتھوپیا کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک نوجوان نے قبائلی لڑائیوں اور حبشی ڈولو بادشاہوں کے جنگوں کے موبائل وِیڈیو گیمس جیسے Koko game کہا جاتا ہے بنا کر روزانہ لاکھوں ڈالر کمارہا ہے۔ ملک میں اس کی ایسی لت ہر فرد، ہر بچہ عورت و طالب علم کو لگ گئی۔ لاکھوں لوگ 24 گھنٹے اس میں منہمک ہے۔ اس سے ملک کی GDP میں بہتری آئی ہے۔ اس نوجوان کو فلم کی تیاری کے لئے نہ اسے کسی تھیٹر جانا پڑ رہا ہے اور نہ رکوئی رائٹر اور نہ کوئی کیمرہ مین کی خدمات حاصل کرنی پڑی سارا کام AI نے کر دیا۔

آن لائن پورنوگرافی کے ساتھ جنسی تشدد اور زیادتیوں کی گندی تیار کردہ ڈیجیٹل فلموں نے کئی اقوام کو بدترین بے راہ روی پر لا کھڑا کر دیا۔ عام موبائل فونوں پر اس طرح کی فلموں کے ذریعہ دنیا کے کئی کروڑ بچوں کا بچپن چھینا جارہا ہے۔ اگر ہم صرف ایک افریقی ملک یوگنڈا کی صورتحال پر نظر ڈالیں تو سوائے دم بخود ہونے کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ فحش میڈیا کی وجہ اس ملک میں 25% ایسی کمسن بچیاں ہیں جو بغیر شادی کے ماں بن گئی ہیں۔ اس میں 2020 کے بعد مزید 17% کا اضافہ ہوا ہے۔ ڈیجیٹل گندگی نے انسانی معاشروں کے اقدار کو تار تار کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ فرانس جیسے دنیا کے مہذب ترین ملک کی 60% آبادی کا تناسب ولد حرام کا ہے۔

ڈیجیٹل انقلاب سے خرابیاں اور اچھائیاں دونوں ساتھ ساتھ تیزی سے جنم پا رہی ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ علم و بربریت کے بھی اپنا عصری نئے طریقہ کار اختیار کئے جا رہے ہیں۔ گائڈیڈ میزائل حملہ کی نشانہ بازی کی مہارت اسماعیل ھنیہ کی شہادت یا لبنان میں کئے گئے گئے امریکی و اسرائیلی حملوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

حال ہی میں حزب اللہ کے دو بڑے سینئر کمانڈروں جس کی اسرائیل کو 1983 سے تلاش تھی۔ وہ علاج کے لئے کسی ڈاکٹر کی خدمات حاصل کیں تھیں۔ دوسرے دن دو کمانڈر ایک 10 منزلہ ٹاور کے دو منزل تحت الارض سیلر میں میٹنگ کر رہے تھے۔ پہلے حملہ میں اوپری 10 منزلہ عمارت زمین دوز کر دی گئی۔ دوسرے سکنڈ میں Underground دو منزلہ سیلار کو تباہ کرتے ہوئے دونوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اب تو AI اتنی اڈوانس ہو چکی ہے کہ لاکھوں کے مجمع میں کسی ایک شخص کو ہلاک کرنا ہے تو ڈرون کے ذریعہ آنکھوں کی پتلیوں اور سانس سے سراغ پا کر ایک گولی سر پر مار کر ہلاک کرتا ہزاروں میل دور بیٹھے دشمن کے لئے بہت آسان ہو چکا ہے۔ نہ قاتل پکڑا جاتا ہے اور نہ ہی قتل کے لئے استعمال کردہ ہتھیار۔ غور فرمائیں صدر ایران کے ہیلی کاپٹر کو کس طرح سے تباہ کیا گیا جس میں صدر ایران، وزیر خارجہ ایران کے علاوہ دیگر 6 لوگوں کی ہلاکتیں ہوئیں۔ سراغ ملنا تو درکنار، کس طرح کے AI کا استعمال کیا گیا، وہ سمجھنے سے بھی ماہرین قاصر ہیں۔ اسماعیل ھنیہ کو کس طرح خوابگاہ میں نشانہ بنایا گیا۔

آن لائن فراڈ کا شکار گھریوں خواتین کو بھی بنایا جارہا ہے: تعلیم یافتہ گھریلو یا ملازمت پیشہ خواتین اپنی نجی آمدنیوں اور جیب خرچ کے لئے گھر کے کسی ممبر کے بغیر مشورہ کے ان فراڈ کے ٹراپ میں پھنس رہے ہیں۔ ان کی تعداد ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں پہنچ چکی ہے، سوشل میڈیا کے ذریعہ ڈرامائی انداز میں خواتین اور بچیوں کو بڑھا چڑھا کر آمدنی کی لالچ دے کر راغب کرنے اور با آسانی رقومات حاصل کرنے کا ایک سلسلہ چل پڑا ہے۔

ڈیجیٹل ٹکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے سرمایہ کاروں کو بھی لمحوں میں فراڈ کا شکار بنا دیتے ہیں۔ زیادہ آمدنی اور بینک میں پڑی جامد رقومات کو انویسٹ کرتے ہوئے ماہانہ آمدنی و نفع حاصل کرنے کی خواہش میں متوسط اور سرمایہ دار بہت ساری خواتین لٹ رہے ہیں۔

عام طور پر دکھا گیا کہ سرمایہ کاری کے معاملات اکثر گھر والوں سے بھی مخفی رکھ کر کئے جاتے ہیں۔ انہیں پتا ہی نہیں ہوتا کہ کس طرح سے ان جعلی بوگس کمپنیوں کے بیک گراؤنڈ کی تحقیقات کی جائیں۔ بغیر کسی تحقیق اور KYC کے جھوٹی تسلیوں، چکنی چپڑی باتوں میں آ کر انوسٹ کر دیا جاتا ہے۔ پھر وہ لٹیرے فیک شل کمپنیاں اور ڈیجیٹل چور آن لائن کے سمندر میں غائب ہو جاتے ہیں۔ فراڈ کا شکار خواتین شرمندگی کے مارے اپنے باپ، بھائی، شوہر اور بیٹے سے مخفی رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں اور صبر کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جو پیسہ ایک مرتبہ چلا گیا پھر اس ڈیجیٹل چوروں کو پکڑنا ناممکن ہو جاتا ہے پولیس خود یہ کہنے پر مجبور ہے کہ روزانہ ایسے ہزاروں معاملات ہوتے ہیں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اطلاعات کے مطابق شہر حیدرآباد میں گذشتہ ایک سال میں 15 ہزار کروڑ سے بڑھ کر آن لائن ڈیجیٹل فراڈ ہوئے ہیں۔ Cyber Crime پولیس کے پاس جائیں تو وہ ہنس کر شکایت کنندہ کو یہ کہ کر واپس کر دیتے ہیں کہ روزانہ ایسے سینکڑوں اسکامس ہوتے رہتے ہیں۔

خواتین کو اس طرح کی سرمایہ کاری سے احتیاط کرنا چاہیے۔ جب تک کوئی اچھی قانونی طور پر مضبوط کمپنی نہیں مل جاتی اس وقت تک جذباتی انداز اختیار کرتے ہوئے منٹوں میں سرمایہ کاری کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ ورنہ افسوس اور مایوسی کے کچھ ہاتھ کو نہیں آئے گا۔ آن لائن انوسمنٹ اپنی سست روی کاہلی محنت سے اجتناب کے لئے جذباتی فیصلے کرتے ہوئے اپنی جمع شدہ پونچی کھو دیتے ہیں۔ آرڈر آن لائن اور شاپنگ ایک اور نئی مصیبت: Flipkart، Zomato یا Zepto جیسی ڈیلیوری کمپنیاں 24 گھنٹے اشیاء کی بروقت سپلائی کا کام کرتے ہیں۔ گھروں کی نشاندہی ڈیجیٹل آن لائن کی سہولتوں کے ساتھ ایک اور بہت بڑا سماجی چیلنج بن چکا ہے۔ مسلسل ایسی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں ایک باضابطہ RSS کا ونگ اسے کنٹرول کر رہا ہے۔ جو مسلم گھرانوں و مکانوں پر ڈیلوری دی جارہی ہے۔ کوریئر سروس بوائے کے پاس سیل فون نمبر کے علاوہ مکان نمبر اور موقع محل کی تمام تفصیلات بہ آسانی پہنچ جاتیں ہیں۔ تمام تفصیلات مسلم دشمن ہندوتو انتظیموں کو باضابطہ منتقل کی جارہی ہیں۔ اور بعد میں اس کے گھر کی خاتون اور لڑکیوں کے نجی معاملات حاصل کرتے ہوئے کسی دوسرے شریر نوجوان و شخص کے ذریعہ بعض مسلم عورتوں و طالبات سے خفیہ پر تعلقات قائم کرنے میں روز بہ روز اضافہ ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم لڑکیاں بے جھجک غیر مسلم نوجوانوں کے ساتھ فرینڈ کے نام پر گہرے تعلقات قائم کر لیتے ہیں پھر وہ گھر کے اراکین کے اوقات کار سے بھی واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔ اس طرح سے ایسے خوب ان عورتوں کے جنسی استحصال کے واقعات میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ دہلی کے مسلم آبادی والے ایک علاقے اوکھلا کے پولیس اسٹیشن میں اس طرح کے 3600 واقعات درج رجسٹر ہیں۔ اکثر جو سنا کرتے تھے کہ مسلم لڑکیوں کا استحصال ہو رہا ہے۔ وہ بلاشک و شبہ سچ ہے۔ وہ رپورٹ کردہ اعداد و شمار سے کئی گناہ زیادہ ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے سرمایہ کو اپنے پاس ہی محفوظ رکھیں۔ آن لائن بازاری چمک دھمک اور جھوٹے پروپگنڈہ سے متاثر نہ ہوں۔ اگر واقعی فاضل جمع شدہ رقومات پر گھر جیسے پیسہ کمانا ہی ہے تو دس بار سوچیں۔ ماہرین اور کنسلٹنٹس سے مشورہ کئے بغیر ایک روپیہ بھی کاروبار کے نام پر یوں ہی منتقل نہ کریں۔ کئی کمپنیاں ایسی بھی خدمات فراہم کرتیں ہیں جو اسی طرح کی Ponzi schemes اور شل کمپنیوں کی اصل حقیقت فنی ماہرانہ تحقیقات کے ذریعہ بتلا دیتے ہیں کہ یہ کمپنی کس حال میں اور ابھی تک کاروبار میں اس کی کوئی پوزیشن اور حیثیت تھی بھی یا نہیں؟ یا فراڈ کمپنی ہے، حکومت یہ کام با آسانی کر سکتی ہے لیکن غیر ضروری کہ اس زائد اخراجات برداشت کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتی۔

سوشل میڈیا پر اتنے پرکشش آفر ہوتے ہیں کہ چار پیسہ رکھنے والی خاتون کا متاثر ہو جانا ایک فطری بات ہے۔ انوسٹمنٹ سے پہلا سرمایہ کا کیا قانونی تحفظ۔ فلاں شخص اور کمپنی فراہم کر رہی ہے۔ گھر میں بیٹھے بیٹھے اپنی جمع پونجی ایک کلک میں نا معلوم غیبی لٹیروں کے اکاؤنٹ منتقل کر دئے جاتے ہیں، مسلم سماج میں خواتین کو ان احمقانہ کاموں سے بچانے اور تدارک کی ضرورت ہے۔ پھر جب پیسہ آن لائن فراڈ میں چلا جاتا ہے تو کئی Cyber Security کمپنیوں سے رجوع ہوتے ہیں وہ کمپنیاں بھی کھوج اور معلومات کرنے کی بڑی فیس وصول کرتے ہیں۔ یہ محترمات کھل کر گھر والوں کو بتلانا بھی عار سمجھتی ہیں اپنی نادان حرکت مخفی رکھنا چاہتی ہیں۔ اسی طرح آن لائن شاپنگ اور اشیاء کے طلب و آرڈر کے لئے صرف مردانہ سیل فون استعمال کیا جائے۔ دشمنوں اور فرقہ پرستوں کی نگاہ ٹرین میں سفر کرنے والے معصوم بچوں سے لے کر ضعیف العمر بزرگوں پر لگی ہوتی ہیں۔ تو یہ ظالم ڈیجیٹل آن لائن سسٹم کا استعمال کرتے ہوئے سماج کو شدید نقصان پہنچا سکتے ہیں، مسلم معاشرہ میں ان دونوں معاملات میں باضابطہ شعور بیداری مہم کا آغاز کرنا چاہیے۔

Scanned with CamScanner

نوجوانوں میں قیادت کی صلاحیت پیدا کرنے کی ضرورت

ڈاکٹر جاوید عالم خان

ہندوستان میں اس وقت مسلمانوں کی تعداد تقریبا کل آبادی کا 25/20 فیصد ہے اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد شمالی ہندوستان میں آباد ہے جو تعلیمی اور اقتصادی لحاظ سے پسماندہ ہے۔ گزشتہ 45 سالوں کے دوران مختلف کمیشن اور کمیٹیوں (گوپال سنگھ کمیشن، سچر کمیٹی، رنگ ناتھ مشرا کمیشن) کے ذریعے تیار کی گئی دستاویز اور رپورٹوں نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ مسلمان سماجی، سیاسی، تعلیمی اور اقتصادی طور سے ملک کی دوسری برادریوں کے مقابلے پچھڑتے جا رہے ہیں۔ سرکاری روزگار میں مسلمانوں کی شمولیت کا تناسب ہر ایک شعبے میں گھٹتا جا رہا ہے۔ عدلیہ، دفاع، پولیس اور سول انتظامیہ میں مسلمانوں کی شمولیت گزشتہ 10 سالوں میں مزید گھٹی ہے، اسی طرح سے اسمبلی اور پارلیمنٹ میں بھی مسلمانوں کی نمائندگی بتدریج گھٹتی جا رہی ہے۔ جہاں تک پرائیویٹ سیکٹر میں نوکریوں کا معاملہ ہے تو مسلمانوں کی نمائندگی بیرون ملک والی کمپنیوں (ملٹی نیشنل) میں کچھ حد تک ہے۔ یہاں پر یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے عام طور سے سرکاری شعبوں میں خالی پوسٹ نہیں بھری جا رہی ہیں۔

ملک کی موجودہ سیاسی صورت حال کو اگر غور سے دیکھا جائے تو مسلمان مختلف سیاسی پارٹیوں کے متعصّبانہ رویے کی وجہ سے اپنی آبادی کے تناسب کے حساب سے سیاست میں نمائندگی حاصل نہیں کر پا رہے ہیں، اسی طرح سے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں بھی جو فرقہ وارانہ ماحول ہے، اس کی وجہ سے وہاں کام کرنے اور ان کے ذریعہ پھیلائے جا رہے جھوٹے پروپیگنڈہ کو چیلنج کرنا بھی مسلمانوں کے لیے ایک مشکل کام ہے۔ مزید اسلاموفوبیا، بلڈوزر کی سیاست، ماب لنچنگ، وقف بل، مذہب کی تبدیلی، مسلم پرسنل لاء میں مداخلت اور مذہبی نفرت جیسے مسائل کو چیلنج کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ حکومتی سطح پر آئے دن مختلف بل، قانون اور پالیسیوں کے ذریعے مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت کرنا کچھ منتخب صوبائی حکومتوں اور مرکزی حکومت کا مستقل مشغلہ بن گیا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف مرکزی حکومت کے متعصّبانہ رویے کو اقلیتی امور کے وزیر کرن ریجو کے موجودہ بیان سے سمجھا جا سکتا ہے کہ انہوں نے میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ مرکزی وزارت برائے اقلیتی امور بی جے پی کے دور حکومت سے پہلے مسلم اقلیتی امور بن گئی تھی جس کو بی جے پی نے اپنے دور حکومت میں اقلیتی امور کی وزارت بنایا ہے جہاں پر تمام اقلیتوں کو برابری کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اقلیتوں کے متعلق تمام اداروں میں اب غیر مسلم اقلیتوں کو نمائندگی دی جا رہی ہے۔ اب یہ سوال اٹھتا ہے کہ مسلمانوں کی تعمیر و ترقی کیلئے کن سرکاری اداروں سے مدد مانگی جائے اور کس طرح سے مسلمانوں کی شمولیت عوامی اداروں میں بڑھائی جائے۔ اس وقت ملک کے سیاسی اور حکومتی رویے سے عام مسلمان مایوسی کا شکار ہیں، ایسی صورتحال میں ہماری ملی اور سماجی تنظیموں کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ مسلم نوجوانوں کے اندر کمیونٹی کی سطح پر لیڈرشپ کی صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ کمیونٹی لیڈرشپ کے لئے کس طرح کی صلاحیت پیدا کی جانی چاہیے اور وہ عملی میدان میں کیا کریں گے۔ نوجوانوں میں کمیونٹی لیڈرشپ کی صلاحیت کو پیدا کرنے کیلئے سماجی اور ملی تنظیموں کو اسکول، کالج اور مدارس کے طلبا و طالبات کیلئے لیڈرشپ پروگرام منعقد کیے جانے چاہئیں جن کے تحت ملک کی موجودہ سماجی، سیاسی اور اقتصادی صورتحال اور اس سے متعلق چیلنجز سے آگاہ کیا جائے اور اس کے حل سے متعلق منصوبے پر بات کی جائے۔ ان نوجوانوں کو انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کی افادیت اور اس سے متعلق چیلنجز کے بارے میں جانکاری دی جانی ضروری ہے۔ اس طرح سے ریسرچ، ٹریننگ اور ایڈووکیسی کی صلاحیت پیدا کرنا ملک کے نوجوانوں کیلئے بے حد ضروری ہے۔ عام طور سے ہمارے سماج میں لیڈرشپ یا قائدانہ صلاحیت کے بارے میں جب بات کی جاتی ہے تو اس کو ہم صرف سیاسی قیادت ہی سمجھتے ہیں اور الیکشن کے دوران مختلف پارٹیوں سے انتخاب لڑنا ہی ہمارے سماج میں قیادت سمجھا جاتا ہے۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اس وقت انتخابات کی سیاست کا دارومدار پیسہ، فرقہ وارانہ عمل اور جھوٹے پروپیگنڈہ پر منحصر ہے اور یہ سیاست عام آدمی اور خاص طور سے مسلمانوں کی پہنچ سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔ لہذا اس وقت ایک ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو غیر سیاسی لیڈرشپ کی صلاحیت بھی رکھتی ہو، اس کو ہم کمیونٹی لیڈر، سوشل ورکر اور کمیونٹی والنٹیر ز بھی کہہ سکتے ہیں۔ ان کے اندر مختلف طرح کی صلاحیتیں پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اس کے لیے کچھ اہم موضوعات جیسے معلومات کو جاننے کا حق (Right To Information Act)، مفاد عامہ کیلئے عدالتوں میں عرضی داخل کرنا (Public Interest Letigation)، سوشل آڈٹ، حکومت کے تمام اداروں، کمیٹیوں و کمیشنز کے بارے میں تمام معلومات، حکومت کے تمام ترقیاتی پروگراموں سے واقفیت، حکومت کے بجٹ کی ٹریکنگ، پروجیکٹ مینجمنٹ، فنانشیل مینجمنٹ، ادارہ سازی، انتظامی امور کی صلاحیت، حکومت کی ذمہ داریوں سے متعلق جوابدہی اور حکومت کے کام کاج میں شفافیت شامل ہیں۔ موجودہ وقت میں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے میدان میں زیادہ توجہ میڈیکل اور انجینئرنگ جیسے موضوعات پر دی جا رہی ہے کیونکہ یہ پروفیشنل کورسز مانے جاتے ہیں اور ان کورسز کے ذریعے معاشی اور روزگار کے میدان میں مواقع جلدی حاصل کیے جا سکتے ہیں، وہیں سماجی علوم میں والدین کی دلچسپی زیادہ نہیں ہے، اس لیے (اقتصادیات، سیاسیات Political Science)، سماجیات (Sociology)، نفسیات اور جغرافیہ جیسے موضوعات پر کم دلچسپی لی جا رہی ہے جبکہ ان موضوعات کا علم سیاسی اور غیر سیاسی لیڈرشپ کیلئے نہایت ضروری ہے۔ ان موضوعات کی اہمیت اور اس سے جڑے ہوئے مواقع کو بتانے کے لیے اسکولوں میں کریئر گائیڈنس اور کاؤنسلنگ کے پروگرام منعقد کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ ان کاموں کو انجام دینے کیلئے ہماری ملی اور سماجی تنظیموں کو کمیونٹی لیڈرز اور والنٹیرز کی شکل میں افراد سازی کرنی چاہیے۔ وارڈ، گرام پنچایت، بلاک پنچایت، ضلع پنچایت، ضلع انتظامیہ، صوبائی اور مرکزی حکومت کی سطح پر کمیونٹی لیڈرز سرکاری اداروں اور عوام کے درمیان ایک لنک کے طور پر کام کر سکتے ہیں، اسی طرح سے کمیونٹی لیڈر کا کیڈر، سیاسی نمائندوں اور عدلیہ کے ذریعہ ہونے والے کاموں میں مدد کر سکتا ہے اور انتظامیہ، پالیسی، قانون ساز اداروں اور میڈیا کے ساتھ ایڈووکیسی بھی کی جا سکتی ہے۔ دلت اور قبائلی کمیونٹی کے اندر بھی کئی سالوں سے یہ دیکھا جا رہا ہے کہ ان کے یہاں بھی کمیونٹی لیڈرشپ کو بڑھانے کی کافی کوشش کی جا رہی ہے۔ ملک کے تمام قبائلی گروہوں کے اندر لیڈرشپ صلاحیت کو پیدا کرنے کیلئے ٹاٹا اسٹیل فاؤنڈیشن جمشید پور کے ذریعہ ہر سال ٹرائبل لیڈرشپ پروگرام کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ان پروگراموں میں مسلم قبائلیوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ 10 دن کیلئے منعقد ہونے والے اس لیڈرشپ پروگرام میں پنچایت ممبر، کمیونٹی ورکرس، طلبا و طالبات اور دوسرے فیلڈ کے لوگوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اس ٹریننگ میں آئین، بجٹ، سیاسی اور اقتصادی حالات کے بارے میں پوری جانکاری دی جاتی ہے۔ اسی طرح کا ایک اقدام دلت کمیونٹی کیلئے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف دلت اسٹڈیز کے ذریعے کیا جاتا ہے جو ہر سال مختلف یونیورسٹیوں کے ریسرچ اسکالرز کو مختلف موضوعات پر ٹریننگ مہیا کراتے ہیں، اس ٹریننگ پروگرام کو سمر اسکول کا نام دیا گیا ہے، اس میں دلت کمیونٹی کے علاوہ سماج کے دوسرے طبقوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی کئی سماجی تنظیموں نے بھی اس میدان میں اپنا کام شروع کیا ہے۔

متذکرہ لیڈرشپ پروگرام کے تجزیے سے یہ پتا چلتا ہے کہ ہماری ملی اور سماجی تنظیموں کو بھی اس طرح کے پروگرام مستقل طور پر منعقد کرنے چاہئیں جن میں مسلمانوں کے علاوہ دوسرے طبقے کے لوگوں کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ مزید مسلم خواتین کی شمولیت بھی ایسے پروگراموں میں نہایت ضروری ہے۔ لیڈرشپ پروگرام یا لیڈرشپ اسکول چلانے کیلئے ایک مضبوط منصوبہ بندی کی بھی ضرورت ہے اور وہ منصوبہ بندی 15 سال، 5 سال اور 1 سال کیلئے بالترتیب کی جانی چاہیے۔ اس کے لیے نوجوانوں کی صلاحیت اور مسلم کمیونٹی کی ضرورتوں کو پہچاننے کیلئے ہمیں لائن سروے منعقد کیے جانے کی بھی ضرورت ہے۔ اسی طرح سے ان پروگراموں کے نفاذ اور مانیٹرنگ کی بھی ضرورت ہے جس سے لیڈرشپ پروگرام کی افادیت کا جائزہ لیا جا سکے۔ اس کام کے اثرات کا جائزہ لینے کیلئے مستقل طور پر اینڈ لائن سروے بھی منعقد کیا جانا چاہیے۔ لیڈرشپ پروگرام کے ذریعے مسلم کمیونٹی کیلئے انسانی وسائل کا ایک بڑا کیڈر بنایا جا سکتا ہے جس کے ذریعے وہ کمیونٹی ڈیولپمنٹ کا کام کر سکیں گئے اور مسلمانوں کے ساتھ موجودہ درپیش ملکی اور ملی مسائل کیلئے ایک بہتر حل بھی پیش کر سکیں گے جس سے مسلمانوں کی ان کے موجودہ مسائل کے بارے میں رہنمائی کی جا سکے گی۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۵۴/۱۴۲۷/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان)

مرزینہ خاتون بنت عبدالرشید عرف موتی، مقام ریوتی وارڈ نمبر ۶/ ریوتی، ضلع بلیا (یوپی)۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد شمیم ولد عبداللطیف، مقام یوسف آباد، ڈاکخانہ چریا کوٹ، بلاک رانی پور، ضلع مؤ (یوپی)۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا کی مسل دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان سے آئی ہے، فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان میں عدم اداء نان ونفقہ اور غائب ولا پتہ ہونے کی بنا پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴/ جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۷/ نومبر ۲۰۲۴ء پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۵۲۳/۲۶۱۲۵/۱۴۴۵ھ

زیبا پروین بنت محمد اکبر قریشی، مقام منگلی اکھاڑہ مڑھوا، ڈاکخانہ حاجی پور، ضلع ویشالی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد رضوان قریشی ولد محمد اکبر قریشی، مقام پتھر کی مسجد نیو کھجور بنا، ڈاکخانہ مہندرو، ضلع پٹنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں گذشتہ تاریخ سماعت پر آپ حاضر نہیں آئے اور نہ کوئی پیروی کی، لہٰذا رفع الزام کا آخری موقع دیتے ہوئے اب آئندہ تاریخ سماعت ۱۵/ جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۸/ نومبر ۲۰۲۴ء بروز پیر مقرر کی گئی ہے، تاریخ مذکور پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ گواہان کم از کم دو ایسے معتبر مسلم مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں جو معاملہ ہذا سے متعلق حالات سے براہ راست پوری طرح واقف ہوں۔ نوٹ: تاریخ مذکور پر آپ اپنا اور گواہوں کا اصل شناختی کارڈ اور اس کی فوٹو کاپیاں ضرور ساتھ لائیں۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

طب وصحت

سیب کے فوائد

سیب درحقیقت یہ ایک ایسا پھل ہے جو اینٹی آکسائیڈنٹس، وٹامنز، فائبر اور دیگر غذائی اجزا سے بھرپور ہوتا ہے جس کی دنیا بھر میں ساڑھے 7 ہزار سے زائد اقسام دستیاب ہیں۔ یہ پھل صحت کے لیے ہی فائدہ مند نہیں بلکہ اس کے ساتھ مٹھاس کی خواہش کو بھی پوری کرتا ہے جبکہ پیٹ کو بھرنے میں بھی مدد دیتا ہے۔ تو جانیں کہ صرف ایک سیب کو روزانہ کھانا آپ کو کس حد تک فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

غذائی اجزا سے بھرپور پھل: ایک درمیانے حجم کے سیب میں 95 کیلوریز، 25 گرام کاربوہائیڈریٹس، 4 گرام فائبر، وٹامن سی کی روزانہ درکار مقدار کا 14 فیصد حصہ، پوٹاشیم کی روزانہ درکار مقدار کا 6 فیصد حصہ اور وٹامن کے کی روزانہ درکار مقدار کا 5 فیصد حصہ جسم کو ملتا ہے۔ اس کے علاوہ کاپر، میگنیز، وٹامن اے، ای، بی 1، بی 2 اور بی 6 بھی جزوبدن بنتے ہیں۔ سیب پولی فینولز کے حصول کا بہترین ذریعہ ہیں جو صحت کے لیے متعدد فوائد کے حامل مرکبات ہیں۔ سیب کو چھلکوں سمیت کھانا زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے کیونکہ فائبر کا 50 فیصد حصہ اور پولی فینولز کی بیشتر مقدار چھلکوں پر موجود ہوتی ہے۔

جسمانی وزن میں کمی کے لیے بھی بہترین: سیب فائبر اور پانی سے بھرپور پھل ہے اور دونوں پیٹ کو زیادہ دیر تک بھرنے کا احساس دلاتے ہیں۔ ایک تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ جو افراد کھانے سے قبل سیب کے ٹکڑے کھاتے ہیں، انہیں پیٹ بھرے رہنے کا احساس دیگر کے مقابلے میں زیادہ دیر تک ہوتا ہے۔ اسی تحقیق میں بتایا گیا کہ جو لوگ کھانے کے آغاز میں سیب کھاتے ہیں، وہ دیگر کے مقابلے میں اوسطاً 200 کم کیلوریز جزوبدن بناتے ہیں۔ زیادہ جسمانی وزن کی حاملہ 50 خواتین پر 10 ہفتوں تک جاری رہنے والی ایک اور تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ جن خواتین نے سیب کھانا معمول بنایا، ان میں دیگر کے مقابلے میں اوسطاً ایک کلوگرام جسمانی وزن زیادہ کم ہوا۔ مزید براں سیب میں موجود کچھ قدرتی مرکبات بھی جسمانی وزن میں کمی میں ممکنہ طور پر مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

دل کو صحت مند بنانے میں بھی مدد دیں

سیب کھانے کی عادت اور امراض قلب جیسے ہارٹ اٹیک اور فالج وغیرہ کے خطرے میں کمی کے دوران تعلق دریافت ہوا ہے۔ اس کی ایک وجہ سیب میں حل ہونے والے فائبر کی موجودگی ہے جو خون میں کولیسٹرول کی سطح کم کرنے میں مددگار عنصر ہے۔ اسی طرح پولی فینولز اینٹی آکسائیڈنٹ اثرات کے حامل مرکبات ہیں، خاص طور پر فلیونوئڈ نامی پولی فینول بلڈ پریشر کی سطح میں کمی لاسکتا ہے۔ تحقیقی رپورٹس کے ایک تجزیے میں دریافت کیا گیا تھا کہ غذائی شکل میں فلیونوئڈز کا زیادہ استعمال فالج کا خطرہ 20 فیصد تک کم کرسکتا ہے۔ فلیونوئڈز بلڈ پریشر، نقصان دہ کولیسٹرول اور تکسیدی تناؤ میں کمی لاکر امراض قلب کی روک تھام میں مدد دیتے ہیں۔ ایک اور تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ روزانہ ایک سیب کھانا کا اثر ان ادویات جیسا ہوتا ہے جو کولیسٹرول کی سطح میں کمی لانے کے لیے کھائی جاتی ہیں، یعنی یہ پھل امراض قلب سے موت کا خطرہ ادویات کی طرح کم کرنے میں موثر ثابت ہوسکتا ہے۔

ذیابیطس کے خطرے میں کمی: متعدد تحقیقی رپورٹس میں اس بات کا اشارہ دیا گیا ہے کہ سیب سے لطف اندوز ہونا ذیابیطس ٹائپ 2 کا خطرہ کم کرسکتا ہے۔ ایک بڑی تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ روزانہ ایک سیب کھانے سے ذیابیطس ٹائپ 2 کا خطرہ 28 فیصد تک کم کو سہتا ہے، یہاں تک کہ ایک ہفتے میں چند سیب کھانے سے بھی یہی فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ایسا ممکن ہے کہ سیب میں موجود پولی فینولز لبلبے میں موجود بیٹا خلیات کے ٹشوز کو نقصان پہنچے سے بچاسکیں، یہ بیٹا خلیات جسم کے لیے انسولین بناتے ہیں اور ذیابیطس ٹائپ 2 کے شکار افراد میں ان خلیات کو نقصان پہنچ چکا ہوتا ہے۔

معدہ کے لیے مفید: معدے میں موجود صحت کے لیے مفید بیکٹریا کی نشوونما، سیب میں فائبر کی ایک قسم پیکٹین موجود ہوتی ہے جو پروبائیوٹک کی طرح کام کرتی ہے، یعنی معدے میں موجود بیکٹریا کی غذا ثابت ہوتی ہے۔ چھوٹی آنت اس فائبر کو ہضم نہیں کرپاتی اور یہ فائبر قولون میں پہنچ جاتی ہے، جہاں یہ فائدہ مند بیکٹریا کی نشوونما کو تیز کرتی ہے۔ تحقیقی رپورٹس کے مطابق ممکنہ طور پر یہی وجہ ہے کہ سیب کا استعمال موٹاپے، ذیابیطس ٹائپ 2 اور امراض قلب سے بچانے میں مدد دیتا ہے۔

کینسر سے ممکنہ تحفظ: ٹیسٹ ٹیوب تحقیقی رپورٹس میں سیب میں موجود نباتاتی مرکبات اور کینسر کے خطرے میں کمی کے درمیان تعلق کو ثابت کیا گیا ہے۔ اسی طرح خواتین پر ہونے والی ایک تحقیق میں بتایا گیا کہ سیبوں کو کھانا کینسر سے موت کے خطرے کو کم کرتا ہے۔ سائنسدانوں کا ماننا ہے کہ اس پھل میں موجود اینٹی آکسائیڈنٹ اور ورم کش اثرات کینسر سے تحفظ دینے میں ممکنہ کردار ادا کرتے ہیں۔

دمہ سے لڑنے میں مدد دے: اینٹی آکسائیڈنٹس سے بھرپور سیب پھیپھڑوں کو تکسیدی تناؤ سے بچانے میں مدد دے سکتے ہیں۔ 68 ہزار سے زائد خواتین پر ہونے والی ایک تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ جو خواتین زیادہ سیب کھاتی ہیں، ان میں دمہ کا خطرہ کم ہوجاتا ہے۔ روزانہ ایک بڑا سیب کھانا اس بیماری کا خطرہ 10 فیصد تک کم کرسکتا ہے۔ سیب کے چھلکوں میں موجود فلیونوئڈ مدافعتی نظام کو ریگولیٹ کرنے اور ورم کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے، یہ دونوں ہی دمہ اور الرجی کے ردعمل کی روک تھام میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔

ہڈیوں کو مضبوط بنائے: پھلوں کو کھانا ہڈیوں کی کثافت کو بڑھاتا ہے۔ محققین کا ماننا ہے کہ سیب میں موجود اینٹی آکسائیڈنٹس اور ورم کش مرکبات ہڈیوں کی مضبوطی اور کثافت کو بہتر کرتے ہیں۔ کچھ تحقیقی رپورٹس میں ثابت ہوا کہ سیب کھانے کی عادت کے ہڈیوں کی صحت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ایک تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ جو خواتین سیب کھاتی ہیں ان کے جسموں میں کیلشیئم کی کمی دیگر کے مقابلے میں کم ہوتی ہے۔

دماغی صحت کے لیے بھی مفید: سیب کا جوس عمر بڑھنے سے دماغی طور پر آنے والی تنزلی کی روک تھام میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ جانوروں پر ہونے والی ایک تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ سیب کے جوس دماغی ٹشوز میں جمع ہونے والے نقصان دہ ری ایکٹیو آکسیجن اسپیسز کی شرح کم ہوتی ہے اور دماغی تنزلی کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ سیب کا جوس ایک دماغی ٹرانسمیٹر acetylcholine کو بھی تحفظ فراہم کرتا ہے جو عمر کے ساتھ تنزلی کا شکار رہتا ہے، جس کی کمی الزامر امراض کا خطرہ بھی بڑھاتی ہے۔ اسی طرح محققین نے چوہوں پر ہونے والی ایک تحقیق میں دریافت کیا کہ جن جانوروں کو چوہے کھلائے گئے، ان کی یادداشت نوجوانی کی عمر جیسی ہوگئی۔ یعنی پھل میں بھی وہی مرکبات موجود ہوتے ہیں جو سیب کے جوس میں ہوتے ہیں، اور جوس کے مقابلے میں پھل کو کھانا زیادہ بہتر ہوتا ہے، کیونکہ اس سے جسم کو دیگر فوائد بھی ملتے ہیں، جن کا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

مدارس کو سرکاری فنڈنگ جاری رہے گی، سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے اپنے ایک اہم فیصلہ میں قومی کمیشن برائے تحفظ حقوق اطفال (این سی پی سی آر) کی سفارشات پر روک لگادی۔ اس فیصلے کے بعد ملک بھر کے مدارس کو حکومت کی طرف سے ملنے والی فنڈنگ جاری رہے گی۔ ساتھ ہی عدالت نے غیر منظور شدہ مدارس کے طلبا کو سرکاری اسکولوں میں بھیجنے سے متعلق این سی پی سی آر کی سفارش بھی خارج کر دی۔ جسٹس جے بی پاردیوالا اور جسٹس منوج مشرا کی بنچ نے داخل عرضی پر مرکزی حکومت، ملک کی سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں کو نوٹس جاری کرتے ہوئے جواب طلب کیا ہے۔ جمعیۃ علما ہند کی طرف سے داخل عرضی پر سماعت کے دوران عرضی دہندہ کی طرف سے پیش وکیل نے کہا کہ اتر پردیش حکومت نے اقلیتوں کے تعلیمی اداروں کے قیام اور انتظام کے حقوق کی خلاف ورزی کی ہے۔ جمعیۃ علما ہند نے اتر پردیش اور تریپورہ حکومتوں کی اس ہدایت کو چیلنج کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ غیر منظور شدہ مدارس کے طلبا کو سرکاری اسکولوں میں منتقل کردیا جانا چاہیے۔ عدالت عظمٰی نے حکم دیا کہ اس سال 7 جون اور 25 جون کو جاری این سی پی سی آر کی سفارش پر کارروائی نہیں کی جانی چاہیے۔ عدالت نے یہ بھی کہا کہ اس معاملے میں ریاستوں کے ذریعہ جاری حکم بھی معطل رہیں گے۔ عدالت نے جمعیۃ علماء ہند کو اتر پردیش اور تریپورہ کے علاوہ دیگر ریاستوں کو بھی اپنی عرضی میں فریق بنانے کی اجازت دی ہے۔

چندرا بابو نائیڈو کے بعد ایم کے اسٹالن بھی آبادی بڑھانے کے حق میں

آندھرا پردیش کے وزیراعلیٰ چندرا بابو نائڈو کے بعد اب تمل ناڈو کے وزیراعلیٰ ایم کے اسٹالن نے بھی آبادی بڑھانے کے متعلق بیان دیا ہے۔ انہوں نے لوگوں کو 16 بچے پیدا کرنے کی صلاح دی ہے۔ ایم کے اسٹالن نے یہ بیان اس پروگرام میں دیا جہاں ایک ساتھ 31 جوڑوں کی اجتماعی شادی ہورہی تھی۔ وزیراعلیٰ ایم کے اسٹالن نے اپنی تقریر کے دوران انسانی وسائل کی ترقی و سماجی انصاف کے وزیر شیکھر بابو کی کارگزاریوں کی تعریف کی۔ واضح ہو کہ اس سے قبل آندھرا پردیش کے وزیراعلیٰ چندرا بابو نائیڈو نے بھی ریاست میں بڑھتی بزرگوں کی آبادی پر تشویش کا اظہار کیا تھا۔ انہوں نے 20 اکتوبر کو ایک تقریب میں عوام سے اپیل کی تھی کہ وہ دو سے زیادہ بچے پیدا کریں۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا ہم نے پہلے ایسا قانون بنایا تھا کہ زیادہ بچے والے لوگ انتخاب نہیں لڑ پائیں گے۔ اب ہم اس قانون کو ختم کرکے اس کے برعکس قانون لانے کی سوچ رہے ہیں۔ ساتھ ہی انہوں نے زیادہ بچے والی فیملی کو اضافی سہولیات دینے کی بھی بات کہی۔

کیا آپ نہیں چاہتے ہندوستان سیکولر رہے؟ سپریم کورٹ

''کیا آپ نہیں چاہتے ہیں کہ ہندوستان سیکولر رہے؟'' یہ سوال سپریم کورٹ نے ایک وکیل سے پوچھا ہے۔ دراصل آئین کی تمہید سے 'سوشلزم' (سماجواد) اور 'سیکولرزم' لفظ ہٹانے کا مطالبہ کرنے والی عرضی پر سماعت ہوئی۔ اس سماعت کے دوران جسٹس سنجیو کھنہ نے ایڈووکیٹ وشنو شنکر جین سے پوچھا کہ ''کیا آپ نہیں چاہتے ہیں کہ ہندوستان سیکولر رہے؟'' ان الفاظ کو ہٹانے کے لیے داخل عرضی میں کہا گیا ہے کہ آئین کی تمہید میں ان الفاظ کو جوڑنا پارلیمنٹ کو آرٹیکل 368 کے تحت ملی آئین کی ترمیم سے متعلق طاقت سے پرے ہے۔ سپریم کورٹ نے اس عرضی پر سماعت کرتے ہوئے کہا کہ 'سوشلزم' اور 'سیکولرزم' الفاظ کی آج الگ الگ تشریحات ہیں۔ یہاں تک کہ ہماری عدالتیں بھی انھیں بار بار بنیادی ڈھانچہ کا حصہ قرار دے چکی ہیں۔ جسٹس سنجیو کھنہ نے کہا کہ سماجوادی کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سبھی کے لیے مناسب مواقع ہونے چاہئیں، یہ مساوات کے نظریہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اسے مغربی ممالک کی سوچ سے الگ سمجھیں۔ سپریم کورٹ کا کہنا ہے کہ سوشلزم لفظ کچھ الگ معنی بھی ہوسکتے ہیں۔ سیکولرزم لفظ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے۔

اتراکھنڈ میں جلد نافذ ہوسکتا ہے یونیفارم سول کوڈ

اتراکھنڈ کے وزیراعلیٰ پشکر سنگھ دھامی ریاست میں جلد از جلد یونیفارم سول کوڈ (یوسی سی) نافذ کرنے کے لیے پرعزم دکھائی دے رہے ہیں، اس تعلق سے ایک بڑی خبر یہ سامنے آرہی ہے کہ 18 ؍اکتوبر کو ماہرین کی کمیٹی نے یوسی سی اصول وضوابط کا ڈرافٹ وزیراعلیٰ کے حوالے کردیا ہے، اس تعلق سے وزیراعلیٰ کا کہنا ہے کہ سبھی کو یکساں انصاف اور یکساں مواقع ملے، اس کے لیے یوسی سی نافذ کرنا ضروری ہے، قابل ذکر ہے کہ وزیراعلیٰ دھامی نے کچھ دنوں قبل اعلان کیا تھا کہ حکومت 9 ؍نومبر کو اتراکھنڈ کے یوم تاسیس پر یوسی سی نافذ کرنا چاہتی ہے، اب جب کہ ماہرین کی کمیٹی نے فائنل ڈرافٹ وزیراعلیٰ کو سونپ دیا ہے، تو امکان ظاہر کیا جارہا ہے کہ یوسی سی نفاذ کو لے کر سرگرمیاں جلد ہی تیز ہوجائیں گی، واضح رہے کہ ریاست میں یوسی سی سے متعلق جو اصول وضوابط تیار کیے گئے ہیں، اس میں خاص طور سے 4 حصے ہیں، اس میں شادی وطلاق، لیو اِن ریلیشن شپ، پیدائش وموت کا رجسٹریشن اور جانشینی سے متعلق اصول شامل ہیں، عوام کی سہولت کو دیکھتے ہوئے یوسی سی کے لیے ایک پورٹل اور موبائل ایپ بھی تیار کی گئی ہے۔

Volume:64/74,Issue:41 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

میں دل کا حال نہ آنے دوں اپنی پلکوں تک
یہ گھر کی بات ہے گھر میں رہے تو اچھا ہے
(امیر قزلباش)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT-14 13-5-24-26
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/1961

مشرق وسطیٰ تنازع ایک نئے مرحلے میں

پروفیسر اختر الواسع

حالیہ کچھ عرصے کے دوران مشرق وسطی کی صورت حال خاص طور پر فلسطینی مزاحمت اور اسرائیلی جارحیت کے حوالے سے جس تیزی کے ساتھ تبدیل ہوئی ہے، اس کے پیش نظر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مشرق وسطی تنازع کے ایک نئے مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔ ایک طرف فلسطینی مزاحمت اور اس کے حامیوں میں ایک نیا جوش وخروش دیکھنے کو مل رہا ہے، تو دوسری طرف اسرائیل اور اس کے مغربی حمایتی بھی اپنی شاطرانہ چالوں اور مکمل جارحانہ عزائم کے ساتھ کھل کر سامنے آگئے ہیں۔ گزشتہ ایک برس کے عرصے میں فلسطینی مزاحمت کاروں نے غزہ پٹی کے محدود اور محصور خطے میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ وسائل سے محرومی اور قلت کے باوجود فلسطین کی سرزمین سے انہیں نیست و نابود کر دینے کا اسرائیلی منصوبہ ناکام و نامراد رہنے والا ہے تو دوسری طرف اسرائیلی یہودی قیادت نے بھی اپنے مغربی حامیوں کے ساتھ اس بار ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے کہ جب تک گریٹر اسرائیل کا خواب پورا نہیں ہو جاتا، وہ بھی خاموش بیٹھنے والے نہیں ہیں۔

گزشتہ کئی برسوں سے خاص طور پر کووڈ کی عالمی دبا کے دوران عالمی سیاست فلسطین کے مسئلے کے حوالے سے اس رخ پر جا رہی تھی جس سمت کہ اسرائیل اور اس کے مغربی حمایتی اسے لے جانا چاہتے تھے۔ فلسطین کا مسئلہ اور فلسطینیوں کی دگرگوں صورت حال عالمی سیاست وصحافت کے منظر نامے سے پس منظر کی طرف جان بوجھ کر دھکیل دی گئی تھی۔ بین الاقوامی اداروں میں اور عالمی فورموں پر گویا فلسطین کا مسئلہ اور فلسطینی اس لائق رہے ہی نہیں تھے کہ ان پر بات چیت ہوتی، قراردادیں منظور ہوتیں یا تنبیہات جاری کی جاتیں۔ فلسطین ایک نظر انداز شدہ مسئلے کی طرح حاشیے پر ڈال دیا گیا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ عالمی برادری نے بھی فلسطینیوں اور ان کے مسئلے کو اسرائیل کے رحم وکرم پر اپنی موت آپ مرجانے کے لیے چھوڑ دیا ہے، گزشتہ ایک برس کے دوران فلسطینی تحریک مزاحمت حماس اور اسرائیل کے درمیان جاری جنگ کی وجہ سے فلسطینی اور مسئلہ فلسطین ایک بار پھر عالمی ذرائع ابلاغ اور عالمی سیاست میں بحث و گفتگو کا موضوع بنے ہیں۔ اس دوران حماس اور اس کی قیادت نے ایک طرف یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ فلسطین کے مسئلے کو امریکی قیادت والی عالمی سیاست کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑ سکتے تو دوسری طرف غزہ پٹی میں ایک سال سے جاری مزاحمت کے ذریعے یہ پیغام بھی دیا کہ نہ تو اسرائیل ناقابل تسخیر ہے اور نہ فلسطینی مزاحمت کار کوئی تر نوالہ ہیں جنہیں آسانی کے ساتھ جب چاہیں نگل لیں۔ حالاں کہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس دوران فلسطینی تحریک مزاحمت نے اپنی اعلیٰ قیادت کے ساتھ عسکری طاقت کو بھی کسی حد تک کھویا ہے لیکن ساتھ ہی یہ سبق بھی دیا ہے کہ اگر عزم وحوصلہ اور ٹھان لیا جائے تو بظاہر معمولی اور چھوٹے گروپ بھی بغیر کسی قابل ذکر بیرونی مدد کے بڑی سے بڑی عسکری طاقت کے غرور کو دھول چٹا سکتے ہیں۔

پہلے اسماعیل ہنیہ اور اب لبنان کے حسن نصر اللہ اور ان کے ساتھ حزب اللہ کی بیشتر اعلیٰ قیادت کو ہلاک کر کے اسرائیل اور اس کے حمایتی شاید اس گمان میں ہیں کہ طاقت، سازش اور انٹلیجنس کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ فلسطینی مزاحمت کو دبایا اور کچلا جا سکتا ہے؛ بلکہ پورے مشرق وسطی پر اسرائیلی بالا دستی قائم کر کے گریٹر اسرائیل کے خواب کو بھی شرمندہ تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ان کے تھنک ٹینکس اور سیاسی مفکرین انہیں شاید یہ سمجھا پانے میں ناکام ہیں کہ ظلم ایک حد تک ہی بڑھتا ہے، ہر طاقت زوال پذیر ہوتی ہے اور تاریخ ایسی مثالوں اور واقعات سے بھری پڑی ہے جب طاقت کے نشے میں چور ظالم وجابر گھٹنوں کے بل گرے ہیں۔ ہر عروج اور زوال کے آفاقی اصول کے تحت اب شاید وہ وقت آن پہنچا ہے کہ امریکہ اپنی غیر علانیہ کیا نویں ریاست اسرائیل کے ساتھ اپنے انجام کے لیے تیار ہو جائے۔

ہمارے یہاں کہاوت مشہور ہے کہ گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف بھاگتا ہے۔ فلسطین اسرائیل تنازع اب صرف فلسطینیوں اور اسرائیل کے درمیان کا تنازع نہیں رہا۔ حالیہ واقعات نے اس تنازع کو مشرق وسطی کے ایک بڑے علاقے تک وسعت دے دی ہے۔ غزہ پٹی کے بعد اسرائیل اب پوری طرح لبنان میں جنگ میں ملوث ہو چکا ہے۔ فضائی حملوں کے بعد اس کی زمینی افواج جنگ کے لیے جنوبی لبنان میں داخل ہو چکی ہیں۔ لبنان حماس کی طرح کوئی ایسا مزاحمتی گروپ نہیں ہے جس کی پشت پر کوئی ریاست نہ ہو بلکہ وہ ایک آزاد و خود مختار ملک ہے جس کی اپنی فوج ہے، بین الاقوامی تعلقات ہیں اور اتحادی بھی ہیں۔ اس کی سرحدوں میں اسرائیلی افواج کا داخلہ اس کی خود مختاری کو چیلنج اور بین الاقوامی قوانین اور اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔

ایران نے اس بار زیادہ جرات اور حوصلے کا مظاہرہ کیا ہے، اس نے زیادہ تاخیر کیسے بغیر اسرائیلی جارحیت کو جواب دیا ہے اور ایرانی بیلسٹک میزائیلوں سے اسرائیل کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے امریکہ نے اپنے بحری بیڑے کے ذریعے جس طرح اس کی مدد کی ہے، وہ یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ امریکہ کے لیے اسرائیل اس کی ایک ریاست جیسا ہے اور وہ اس کی حفاظت کے لیے اسی طرح پابند ہے جس طرح کہ خود اپنی حفاظت کے لیے۔ مشرق وسطی کی موجودہ صورت حال یہ ظاہر کرتی ہے کہ تنازع اب فلسطینی سرحدوں سے باہر نکل چکا ہے۔ اسرائیل اب فلسطین سے نکل کر لبنان میں براہ راست زمینی جنگ میں شامل ہو چکا ہے۔ ایران اور یمن کے حوثیوں کے ساتھ اس کا تنازع زبانی جنگ سے نکل کر کھلے عام فضائی حملوں تک پہنچ چکا ہے۔ امریکہ کھل کر اسرائیل کی حمایت کر رہا ہے اور اس کی حمایت لاجسٹک مدد سے بڑھ کر براہ راست جنگ میں شمولیت تک پہنچ سکتی ہے۔ ان حالات میں قوی امکان یہ ہے کہ عراق میں ایران کے حمایتی اور شام جس کی ایران نے اس کے مشکل وقت میں بڑی مدد کی ہے بھی اس جنگ میں اپنا حصہ ضرور ڈالیں گے۔ ظاہری بات ہے کہ موجودہ حالات میں جنگ کا پھیلنا اور کئی محاذوں کا بیک وقت کھل جانا اسرائیل، امریکہ یا کسی بھی ملک کے لیے سودمند نہیں ہو سکتا۔ اسرائیل، امریکی حمایت سے، گزشتہ کچھ عرصے کے دوران خطے کے کئی ملکوں کو نیوٹرلائز کرنے میں ضرور کامیاب رہا ہے، لیکن کیا وہ اس کے اتحادی بن کر سامنے آئیں گے، فی الحال اس کا امکان نہیں کے برابر ہے۔ امریکہ بھی خطے کے اپنے اتحادیوں کے بغیر اسرائیل کی کس طرح اور کس قدر مدد کر پائے گا، یہ بھی ایک بڑا سوال ہے کیوں کہ خطے کے امریکی اتحادی اسرائیل کے معاملے میں امریکہ کے ساتھ جانے میں سخت عوامی دباؤ کا شکار ہو سکتے ہیں اور شاید ہی کوئی اس کی ہمت کر سکے۔ ایسے میں تنازع یا جنگ کی توسیع خطے میں اسرائیلی غلبے اور دبدبے کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے۔ اکا دکا فضائی حملے کرنا یا ٹارگیٹیڈ کلنگ کر لینا الگ بات ہے اور زمینی جنگ لڑنا اور اس میں کامیابی حاصل کرنا بالکل الگ ہے۔ ماضی کی تاریخ کو چھوڑیے، حالیہ تاریخ میں بھی طاقت کے تمام تر غرور کے باوجود کسی غیر کی زمین پر جنگ جیتنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی رہا ہے۔ ویتنام، بوسینیا ہرزے گوینا، عراق اور پھر افغانستان کتنی ہی مثالیں موجود ہیں جہاں طاقت کے غرور کو زمینی سطح پر میدان جنگ میں ذلت و رسوائی کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہیں لگا ہے۔

پہلے اسماعیل ھنیه اور اب لبنان کے حسن نصر الله اور ان کے ساتھ حزب الله کی بیشتر اعلیٰ قیادت کو ھلاک کر کے اسرائیل اور اس کے حمایتی شاید اس گمان میں ھیں که طاقت، سازش اور انٹلیجنس کے ذریعه نه صرف یه که فلسطینی مزاحمت کو دبایا اور کچلا جا سکتا ھے؛ بلکه پورے مشرق وسطی پر اسرائیلی بالا دستی قائم کر کے گریٹر اسرائیل کے خواب کو بھی شرمنده تعبیر کیا جا سکتا ھے۔ البته ان کے تھنک ٹینکس اور سیاسی مفکرین انھیں شاید یه سمجھا پانے میں ناکام ھیں که ظلم ایک حد تک ھی بڑھتا ھے، ھر طاقت زوال پذیر ھوتی ھے اور تاریخ ایسی مثالوں اور واقعات سے بھری پڑی ھے جب طاقت کے نشے میں چور ظالم و جابر گھٹنوں کے بل گرے ھیں۔ ھر عروج اور زوال کے آفاقی اصول کے تحت اب شاید وہ وقت آن پہنچا ھے که امریکه اپنی غیر علانیه کیا نویں ریاست اسرائیل کے ساتھ اپنے انجام کے لیے تیار ھو جائے۔

THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI

○ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیو آر کوڈ اسکین کر کے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کر دیں، رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔
WEEK ENDING-28/10/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com
نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421 9304022690
KMCY

Scanned with CamScanner